Al-Qur'an
THE ULTIMATE MIRACLE
BY
Ahmad Deedat

اعجازِ قرآن

قرآنِ حکیم ایک حتمی معجزہ

احمد حسین چوہدری

www.Only1OrThree.com
TRIAL VERSION
http://www.digitzone.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعجازِ قرآن

AL-QURAN
THE ULTIMATE MIRACLE

BY

AHMAD DEEDAT

مترجم

احمد حسین

لیکچرر کیمسٹری گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

Ahmad Hussain
ASSISTANT PROFESSOR,
CHEMISTRY DEPARTMENT
GOVERNMENT COLLEGE GUJRANWALA

ملنے کا پتہ

۴۶۷-بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

www.OnlyOneOrThree.com
TRIAL VE
http://www.dig

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

یہ (قرآن حکیم) سب انسانوں کے لیے ایک پیغام ہے جو
اِس لیے بھیجا گیا ہے کہ

اِس کے ذریعے اُن کو خبردار کر دیا جائے۔

اور انھیں پتہ چل جائے کہ خدا بس ایک ہی ہے۔

اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۵۲)

www.Only1Or3.com
TRIAL VERSION http://www.di
www.OnlyOneOrThree.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا
مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ٥

(سورۃ یونس آیت ۳۸)

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے؟
کہو کہ اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو اس جیسی ایک سورۃ
بھی تصنیف کر لاؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جس جس کو مدد کے لیے
بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا
بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۸)

(اے محمدؐ) کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر بھی اس
قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے خواہ
وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

پیش لفظ

علامہ احمد دیدات صاحب ایک ایسے مبلغ اسلام کی حیثیت میں سامنے آئے ہیں جو اسلام کو دوسرے مذاہب اور منکرین خدا کے مقابلے میں سائنٹیفک انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کے دین کی حقانیت ہر قلب سلیم رکھنے والے انسان پر واضح ہو جاتی ہے۔ آپ ۱۹۱۸ء میں بھارت کے صوبہ گجرات (کاٹھیاواڑ) کے ضلع سورت میں "تڈ کیشور" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد اُن کے والد ہندوستان سے جنوبی افریقہ چلے گئے۔ اس طرح انھوں نے ابتدائی سیکولر تعلیم ڈربن (جنوبی افریقہ) کے سکول میں اور ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ لڑکپن میں اپنے والد کے ساتھ تجارت میں شریک ہو گئے۔ دکان کے سامنے ایک عیسائی مشن تھا۔ اس مشن کے پادری صاحبان دیدات صاحب اور دوسرے نوجوانوں کو دینِ اسلام سے برگشتہ کرنے اور عیسائی بنانے کیلئے مسلسل رابطہ رکھتے اور تبلیغ کرتے رہتے۔ دیدات صاحب نے دینِ اسلام کا گہرا مطالعہ کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ بائیبل کو بھی بالتفصیل پڑھا جب انھوں نے قرآنِ حکیم اور بائیبل کا کافی علم حاصل کر لیا تو عیسائی مبلغین سے مناظرہ اور مباحثہ شروع کر دیا۔ یہ مناظرے جنوبی افریقہ میں بھی ہوئے اور مغربی ممالک میں بھی۔ نومبر ۱۹۸۶ء میں آٹھ امریکی ریاستوں میں عالمی شہرت یافتہ عیسائی مشنری جمی سواگرٹ ( ) سمیت عیسائی مبلغین کے ساتھ مناظرے کیے اور اُن سب کو لاجواب کر دیا۔

۱۹۸۶ء میں علامہ صاحب کو دینی خدمات کے صلہ میں شاہ فیصل ایوارڈ ملا۔ اس طرح مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کے بعد آپ تیسرے دینی راہنما ہیں جنھیں اس اعزاز سے نوازا گیا۔ اپنے دونوں پیش روؤں کی طرح علامہ نے بھی فیصل ایوارڈ کے دو لاکھ ریال اپنے ذاتی مصرف میں لانے کی بجائے اشاعت اسلام کے لیے وقف کر دیے۔ یہ رقم انھوں نے انٹرنیشنل تبلیغی مرکز (ڈربن) کو عطیہ کر دی۔

زیرِ نظر کتاب علامہ کی قریباً ڈیڑھ درجن تصانیف میں سے ایک ہے۔ اس میں علامہ نے قرآنِ حکیم کو ریاضی اور کمپیوٹر کی مدد سے "اللہ تعالٰے کا حقیقی اور غیر محرّف کلام" ثابت کیا ہے اور اس ثبوت کو کسی طرح بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں میرے قیامِ نائیجیریا کے دوران میں مجھے ایک ہندوستانی مسلمان پروفیسر ڈاکٹر عبدالمتین احمد صاحب نے "تحفتہً" دی تھی۔ کتاب پڑھ کر میں بے حد متاثر ہوا اور چاہا کہ اِس کا ترجمہ کردوں۔ پھر پتہ چلا کہ اِس کتاب کے کچھ حصے پہلے ہی اُردو میں ترجمہ ہو کر پاکستان میں چھپ چکے ہیں اور پھر اردو زبان پر دسترس نہ ہونے کی بنا پر بھی یہ خیال ترک کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں پاکستان چلا آیا۔ کئی دفعہ خیال آیا کہ پوری کتاب چونکہ ترجمہ نہیں ہوئی اِس لیے اس کا ترجمہ کردوں تاکہ اردو دان حضرات قرآنِ حکیم کے "ریاضیاتی معجزہ" ہونے کے پہلو سے بھی متعارف ہو جائیں۔ آخر کار اوائل ۱۹۸۷ء میں ترجمہ کر دیا۔ اس کے بعد کتابت کے سلسلے میں بعض دشواریوں کے باعث از حد تاخیر ہوگئی۔ اب کم و بیش ایک سال بعد کتاب منظرِ عام پر آ رہی ہے۔

میں برادرِ محترم پروفیسر غلام رسول عدیم صاحب کا از حد ممنونِ احسان ہوں کہ اُنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر کتاب پر نظرِ ثانی فرمائی۔ برادرم پروفیسر عبدالغنی فاروقی صاحب اور برادرم پروفیسر محمّد اسلم ورک صاحب بھی میرے شکریے کے مستحق ہیں کہ اُنکی حوصلہ افزائی اور قیمتی مشوروں سے مجھے ترجمہ کرنے کا حوصلہ ملا۔ برادرم پروفیسر نجیب اللہ صاحب نے بھی خصوصی ہمّت افزائی فرمائی۔ میرے فرزندِ اکبر امجد اعجاز احمد نے بھی مسوّدہ کو نقل کرنے اور پروف ریڈنگ میں کافی محنت کی اور ترجمہ کرنے کے دَور میں میری آسائش و آرام کا کافی خیال رکھا۔ اللہ تعالٰے اِن سب کو اِس نیک کام میں معاونت کرنے پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ آزاد ترجمہ نہ کیا جائے۔ کتاب جب پڑھی تو اُس کی زبان سمجھنے میں مطلق دشواری پیش نہ آئی لیکن ترجمہ کرتے وقت احساس ہوا

RSION
tzone.com

کہ کسی تحریر کا ترجمہ کرنا آسان نہیں خصوصاً جبکہ وہ ادبی چاشنی لیے ہوئے ہو علامہ کو انگریزی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے انھوں نے نہایت فصیح و بلیغ زبان اور دلنشیں اندازِ بیاں اختیار کیا ہے جو ایسی کتاب کے واقعی شایانِ شان ہے۔ مجھے اپنی کم مایگی کا از حد احساس ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ کارِ ثواب ہے تو میں کبھی بھی اس علمی و ادبی شاہکار کا ترجمہ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ جن اصحاب نے انگریزی کی اصل کتاب پڑھی ہے وہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ میں ترجمہ کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں البتہ کہیں کہیں سے ترجمہ کافی ثقیل ہو گیا ہے جس کے لیے میں بجا طور پر معذرت خواہ ہوں۔ اپنی علمی بے بضاعتی کی بنا پر کتاب پر کوئی تبصرہ نہیں کر رہا ہوں۔

اعتذار: میں یہاں چند امور کی وضاحت ضروری خیال کرتا ہوں پہلی بات تو یہ کہ میں چاہتا تھا کہ سرورق پر اس کتاب کے مصنف مشہور عالمِ دین اور دنیائے اسلام کے قابلِ فخر مناظر جناب علامہ احمد دیدات کا نام آئے لیکن پتہ چلا کہ اصولِ طباعت کے تحت سرورق پہ مترجم کا نام آتا ہے اور اندر کے صفحے پر مصنف کا نام لکھا جاتا ہے لہٰذا اپنا نام سرورق پہ لکھنا پڑا۔

دوسری بات یہ کہ بعض دوستوں کی جانب سے مجھے مشورہ دیا گیا کہ چونکہ قرآن حکیم کی مناسبت سے اس کتاب کا علمی دنیا میں ایک خاص مقام ہے اور مصنف (علامہ احمد دیدات) کا پوری دنیا میں مبلّغِ اسلام کی حیثیت سے شہرہ ہے لہٰذا یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ ترجمہ کسی پڑھے لکھے شخص کا ہے اپنے نام کے ساتھ پروفیسر لکھا جائے۔ میں چونکہ پروفیسر نہیں ہوں بلکہ لیکچرر ہوں، اس لیے لیکچرار لکھنا ہی مناسب جانا ہے۔

تیسری بات یہ کہ میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے نام کے ساتھ لفظ چوہدری کا اضافہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ میں میرے ہم نام ایک صاحب کی نگارشات شائع ہو رہی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کی تخلیقات و تالیفات میرے نام سے منسوب ہوں اور ان کی حق تلفی ہو۔

احمد حسین چوہدری گوجرانوالہ

اگست ۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمہ

القرآن ــــــــ حتمی معجزہ

باب اوّل

آغاز کا پس منظر

زمانہ قبل از تاریخ سے نسلِ انسانی کی یہ مشترک خصوصیت رہی ہے کہ جب کبھی بھی خدا کا کوئی پیغامبر اُن کے خالق کی مرضی اور منصوبہ کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے اُن کی راہنمائی کے لیے مبعوث ہُوا تو لوگوں نے اس کے پیغام کو اُس کی خوبیوں کی بناء پر قبول کرنے کے بجائے اُن فرستادگانِ خدا سے مافوق الفطرۃ ثبوت مہیا کرنے کا مطالبہ کیا۔

مثلاً جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم "بنی اسرائیل" کی اِصلاح کے لیے تبلیغ کا آغاز کیا اور اُن سے ارشاد فرمایا کہ روایتی قانونی موشگافیوں سے باز آجائیں اور خدائی قانون واحکامات کی صحیح رُوح کو حرزِ جاں بنالیں تو آپ کی قوم نے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے رسولِ خدا ہونے کے ثبوت میں معجزات پیش کریں۔ یہ بات متی کی انجیل کے باب نمبر ۱۲ کی آیات ۳۸ اور ۳۹ میں یوں درج ہے صلے

"اِس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اس سے کہا۔ اے اُستاد، ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔

صلے اِس کتابچہ میں بائیبل کا حوالہ جہاں کہیں بھی دیا گیا ہے اُس کا ترجمہ اُردو بائیبل (مطبوعہ پاکستان بائیبل سوسائٹی انار کلی لاہور) سے منقول ہے۔

اُس نے جواب دیکر اُن سے کہا۔ اِس زمانے کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔"

گو اِس بنا پر آپ نے اُن کی درخواست ماننے سے انکار کر دیا لیکن انجیل کا مطالعہ کرنے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ نے کئی معجزات دکھائے اور بائیبل مالکِ حقیقی کی طرف سے بنی اسرائیل کے پیغمبروں کو ودیعت کیے گیے معجزات کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔

درحقیقت وہ تمام نشانیاں۔ **عجائبات** اور **معجزات** خدا کا کام تھے لیکن وہ اس کے انسانی نائبین کے ذریعے دکھائے گئے ہم انھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات محض اِس لیے کہتے ہیں کہ وہ اُن کے ہاتھوں وقوع پذیر کرائے گئے۔

نبیٔ آخرالزماں حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھے صدیاں بعد عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ جب انھوں نے چالیس سال کی عمر میں اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو آپ کے اہلِ وطن نے بھی آپ سے معجزات کا مطالبہ اسی طرح کیا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اپنے پیغمبر سے کیا تھا۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

"اور اُنھوں نے کہا۔ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اُتاری گئیں۔" (القرآن ۲۹: ۵۰)

یہ تھا اُن کے مطالبے کا عام رجحان۔ مخصوص اصطلاحات میں اُنھوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک سیڑھی لگا کر آسمانوں میں

جائیں اور ہماری نظروں کے سامنے اللہ سے ایک کتاب لے کر آئیں۔
"تب ہم ایمان لائیں گے۔"
اُنھوں نے کہا یا پھر اپنے سامنے والے پہاڑ سے کہو کہ وہ سونا بن جائے۔
"تب ہم ایمان لائیں گے۔"
یا پھر آپ ایسا انتظام فرمائیں کہ صحرا میں ندیاں بہنے لگیں۔
"تب ہم ایمان لائیں گے"
وغیرہ وغیرہ
اِن نامناسب تشکیک آمیز مطالبات کے برعکس حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ملائم وغیریں دلائل سنیئے۔
"کیا مَیں تم سے کہتا ہوں کہ مَیں ایک فرشتہ ہوں؟
کیا میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں خدائی خزانوں کی کنجیاں ہیں؟
مَیں تو صرف اُس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کیا جاتا ہے۔"
آپ کے خدا کی طرف سے منکرینِ حق کو جو پُر وقار جواب دینے کا حکم ملا وہ بھی سُنیئے۔

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۔ (القرآن ۲۹ : ۵۰)

"فرما دیجئے۔ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے ہاں ہیں اور مَیں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔"
اُن کی اِن احمقانہ اور بُت پرستانہ ذہنیت کی آرزوؤں کے تحت مخصوص قسم کی نشانی یا معجزے کے منافقانہ مطالبے کے جواب میں اِس آیتِ مبارکہ

میں قرآنِ حکیم کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں دیکھیے۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (القرآن ۲۹ : ۵۱)

کیا اُن کے لیے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو اُن پر پڑھی جاتی ہے۔ بیشک اِس میں اہلِ ایمان کے لیے رحمت و نصیحت ہے (القرآن ۲۹ : ۵۱)

قرآنِ کریم کے خدائی تصنیف ہونے کے ثبوت کے طور پر اور معجزانہ انداز رکھنے کے بارے میں یہاں دو دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ کہ "ہم" (اللہ تعالیٰ) نے "تم" پر یہ کتاب وحی کی ہے "تم" جو بھی تعلیم سے بے بہرہ شخص ہو۔ ایک "اُمّی" نبی ہو جو لکھ پڑھ نہیں سکتے جو اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے۔

تھامس کارلائل[۲] حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعلیمی استعداد کے بارے میں لکھتا ہے:

ONE OTHER CIRCUMSTANCE WE MUST NOT FORGET : THAT HE HAD NO SCHOOL LEARNING ; OF THE THING WE CALL THE SCHOOL-LEARNING NONE AT ALL.

"ایک دوسری صورتِ حال جسے ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے یہ ہے

---

[۲] پچھلی صدی کے عظیم مفکرین میں سے ایک جس نے HEROES AND HERO WORSHIP پر ۱۸۴۰ء میں متعدد لیکچر دیئے

THE WORLD'S CLASSICS

کہ آپؐ نے کسی تعلیمی ادارے سے تعلیم نہیں پائی تھی۔ وہ جسے ہم تعلیم کہتے ہیں اِس طرح کی کوئی چیز آپؐ کو حاصل نہ تھی۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کی سچائی کہ "یہ قرآن مجید ہرگز آپ کی تالیف نہیں ہے" کی تصدیق اللہ تعالےٰ خود فرماتے ہیں کہ آپ (حضرت محمدؐ) اِس حکمت والی کتاب کے مصنف نہیں ہو سکتے۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ۔ (القرآن ۲۹ : ۴۸)

"قبل ازیں آپ تلاوتِ کتاب پر قادر نہ تھے اور نہ ہی آپ اپنے دستِ راست سے لکھ سکتے تھے ورنہ جھٹلانے والوں کے لیے شک کی گنجائش ہوتی"

اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسمی طور پر تعلیم یافتہ ہوتے۔ اگر آپ لکھنے پڑھنے کے قابل ہوتے تو بازاری یاوہ گوؤں کے لیے آپ کے اِس دعویٰ میں کہ

"یہ کتاب (قرآن حکیم) خدا کا کلام ہے۔"

میں شک کرنے کی کوئی وجہ موجود ہوتی۔ آپ کے خواندہ ہونے کی صورت میں آپ کے دشمنوں کے در پردہ لگائے گئے اِن الزامات میں کچھ وزن ہوتا کہ شاید آپ نے اپنی کتاب (قرآنِ مجید) یہودیوں اور عیسائیوں سے نقل کی ہے یا شاید آپ ارسطو اور افلاطون کا مطالعہ کرتے رہے ہیں مزید آپ نے توریت۔ زبور اور انجیل کا مطالعہ کیا ہے اور اِن کے مفاہیم کو خوبصورت زبان میں ڈھال لیا ہے تو اِس طرح

"چھچھورے ہرزہ سراؤں کے ہاتھ آئے ہوئے اِس نکتہ

کی شاید کوئی اہمیت ہوتی۔"
لیکن اِس بے سر و پا نکتے نے بھی کفّار اور مخالفین کو کوئی خاطر خواہ سہارا مہیا نہیں کیا۔

۲۔ جہاں تک الکتاب کا تعلق ہے تو " **الکتٰب** " خود شاہدِ عادل ہے کہ یہ کتابُ اللہ ہے۔ اِس کا کسی زاویے سے مطالعہ کیجئے۔ اسے پرکھیے اِس کا مصنّف (اللہ جل شانہٗ) متشکّکین کو یوں چیلنج کرتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝ (القرآن ۴ : ۸۲)

"کیا وہ قرآنِ مجید میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ (قرآنِ مجید) اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کی تصنیف ہوتا تو وہ اس میں یقیناً بہت سے اختلافات دیکھتے۔"

کوئی بھی اِنسانی مصنّف اپنی تئیس ۲۳ سالہ تعلیمات میں یکسانی قائم نہیں رکھ سکتا۔ زندگی کے انتہائی متصادم تغیّرات سے گزرتے ہوئے انسان کو کہیں نہ کہیں حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے ضرور اپنی تردید کرنا پڑ جاتی ہے اور اپنے نظریات میں کمی بیشی کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی پوری زندگی میں ہمیشہ اِسی طرح اپنی تبلیغ میں تسلسل قائم نہیں رکھ سکتا جس طرح کہ قرآنِ مجید کے پیغام میں از اول تا آخر یکسانی و ہم رنگی ہے یا پھر کیا ایسا ہے کہ منکرین کے اعتراضات اُن کی اپنی بہتر حکمت و دانائی کے برعکس محض منطقی اور انحرافی ہیں؟

پھر جب رسولِ خدا حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بار بار معجزات کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو انھیں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی توجّہ اس بالاد

برتر اللہ تعالیٰ کے پیغام "المعجزہ" کی طرف دلائیں جو کہ حقیقتاً "معجزات کا معجزہ" ہے۔ اس توجہ دلانے پر اپنے آپ سے مخلص اہل علم ادبی اور روحانی بصیرت کے حامل اصحاب نے "القرآن" کو پہچان کر حقیقی معجزے کے طور پر قبول کر لیا۔

قرآنِ مجید فرماتا ہے

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

(القرآن ۲۹ : ۴۹)

"بلکہ وہ اہلِ علم کے سینوں میں واضح نشانیاں ہیں اور ہماری نشانیوں کا ظالموں کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا۔"

www.OnlyOneOrThree.com

بابِ دوم
قرآنی وحی کا سائنسی ثبوت

اِس وقت دُنیا میں کوئی نوّے کروڑ مسلمان آباد ہیں جو بلا تامل قرآنِ کریم کو کلام اللہ اور ایک معجزہ مانتے ہیں کیوں نہ ہو جبکہ کھُلے دشمن بھی بغیر طلب کیے خدا کی اِس کتاب کی معجزانہ شان کو خراج پیش کرتے ہیں۔

پادری آر۔ بوسورتھ سمتھ اپنی کتاب محمدؐ اور محمدیت (MOHAMMAD AND MUHAMMADANISM) میں قرآنِ مجید کے بارے میں یوں رائے دیتا ہے:-

A MIRACLE OF PURITY OF STYLE, OF WISDOM AND OF TRUTH."

"ایک معجزہ ہے پاکیزگیٔ طرزِ بیان کا، دانائی اور سچائی کا۔"

ایک اور انگریز اے۔ جے۔ آبری اپنے ترجمۂ قرآنِ حکیم کے دیباچہ میں لکھتا ہے:-

"WHENEVER I HEAR THE QURAN CHANTED, IT IS AS THOUGH I AM LISTENING TO MUSIC, UNDERNEATH THE FLOWING MELODY THERE IS SOUNDING ALL THE TIME THE INSISTENT BEAT OF A DRUM, IT IS LIKE THE BEATING OF MY HEART."

www.Only1or3.com

"جب بھی میں قرآن مجید کی تلاوت سنتا ہوں
ایسا لگتا ہے کہ میں موسیقی سے لطف اندوز
ہو رہا ہوں۔ رواں سُریلے نغمے کی تہ میں
ہمہ وقت ڈھولک کی دلنواز مسلسل آواز
سنائی دیتی ہے۔ جیسے یہ میرے دل کی
دھڑکن ہو۔"

اِن الفاظ سے اور باقی دیباچے سے یوں لگتا ہے گویا وہ مسلمان ہے مگر وہ ایک عیسائی ہی فوت ہُوا۔

تاہم ایک اور برطانوی مارماڈیوک پکتھال قرآن پاک کے ترجمہ کے پیش لفظ میں اسے یوں بیان کرتا ہے۔

"THAT INIMITABLE SYMPHONY , THE VERY SOUNDS OF WHICH MOVE MEN TO TEARS AND ECTASY."

"وہ لاجواب ہم آہنگی، جس کی آواز ہی
سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے
ہیں اور انسان وجد میں آجاتے ہیں۔"

اس شخص نے قرآنِ مجید کا ترجمہ کرنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور ہم یہ تصدیق کرنے کے قابل نہیں ہیں کہ آیا اُس کا مذکورہ بالا احساس قبولِ اسلام سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔ جیسا بھی ہو دوست اور دشمن یکساں طور سے خدا کے اس آخری وحتمی پیغام' قرآنِ مجید کو فراخدلانہ خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معاصرین نے اس کلام پاک کے جمال و جلال میں اس کی دعوت کی عظمت، اِس کے پیغام کی فیاضی'

صنعتِ خداوندی کا نشان اور معجزہ دیکھا اور اسلام قبول کر لیا۔

ہر قسم کے خراج تحسین اور شہادتوں کے بارے میں ایک کافر اور متشکک یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تمام موضوعی احساسات ہیں اور وہ مزید اس بات کی آڑ میں پناہ لے سکتا ہے کہ میں عربی زبان سے نابلد ہوں۔

"مجھے وہ کچھ نظر نہیں آتا جو تمھیں نظر آتا ہے۔ نہ ہی میں اُس طرح محسوس کرتا ہوں جیسے تم محسوس کرتے ہو۔ مجھے یہ کیسے معلوم ہو کہ خدا موجود ہے اور یہ وہی ہے جس نے اپنے رسول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر یہ خوبصورت پیغام "قرآنِ مجید" نازل کیا ہے۔"

مزید برآں یہ کہ:

" میں اِس کے فلسفے کی خوبصورتی - اِس کی عملی اخلاقیات اور اِس کی اعلیٰ اقدار کے خلاف نہیں ہوں - میں یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ایک مخلص انسان تھے اُنھوں نے انسانی فلاح کے لیے بہت خوبصورت مواعظ دیے البتہ جو بات میں قبول نہیں کر سکتا وہ تم مسلمانوں کے پیغمبر کے دعاوی کی ما فوق الفطرت حیثیت ہے۔"

اِس قسم کی ہمدردانہ مگر شکی ذہنیت کے افراد کے لیے **الکتاب** (قرآنِ مجید) کا **نازل فرمانے والا** اُن کے شکوک کو رفع کرنے کے لیے مختلف قسم کے دلائل مہیا کرتا ہے۔

سائنسی علوم کی بے حد بہتات نہ رکھنے والے اور اپنے آپ کو "دیو ہیکل دانشور" سمجھنے والے دہریوں۔ لا ادریوں[1] - تارکینِ لذات اور متشکّکین کو

---

[1] لا ادری (AGNOSTIC) وہ شخص جس کے مطابق خدا اور دیگر غیر مادی قوتوں کا نہ ادراک ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہمیں اُن کا کوئی ادراک ہے۔ مترجم

اس بات کا شعور ہونا چاہیئے کہ درحقیقت وہ نموُ ناپذیر بالشتیوں کی اس نایاب قسم کی مانند ہیں جنھوں نے ہوسکتا ہے کہ کسی ایک خاص سمت میں غیر معمولی ترقی اپنی اہلیت کے دوسرے حصوں کی قیمت پر حاصل کرلی ہو۔ بالکل اُس بالشتیے کی مانند جس کے منحنی سے جسم پر بہت بڑا سر ہو۔ خالق اکبر اُن سے سوال کرتا ہے ....

لیکن پیشتر اِس کے کہ ہم خدا کا سوال اُن کے سامنے رکھیں مجھے اپنے تجسّس کی تشفی کرلینے دیجئے

"اے سائنس دانو! جنھوں نے علمِ ہیئت ؎ (ASTRONOMY) کا مطالعہ کیا ہے اور جنھوں نے ہماری کائنات کا اپنی طاقتور دُوربینوں کی مدد سے یوں مطالعہ کیا ہے جیسے کہ تم اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھی ہوئی کسی چیز کو جانچ پرکھ رہے ہو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کائنات وجود میں کیسے آئی ہے؟

سائنس کے یہ آدمی جن کے پاس روحانی بصیرت تو ہے نہیں اس کے باوجود اپنے علم میں شراکت کے لیے بہت ہی دریا دل ہیں۔ اُن کی طرف سے فوری جواب ملتا ہے۔

"ارے صاحب! اربوں سال پہلے ہماری کائنات مادے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا تھی اور پھر مادے کے اِس بہت بڑے تودے کے مرکز میں ایک "عظیم دھماکہ" (BIG BANG) ہُوا اور تمام سمتوں میں مادے

؎ یہ بات شاید مصنف نے ہیئت دانوں کو اُن کے علم پر نازاں کرنے اور اُن کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے لکھی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی اس وسیع و عریض کائنات کو پرکھنا یا دیکھنا تو درکنار محض اُس کا ادراک کرلینا بھی کسی بڑے سے بڑے سائنس دان کیلئے ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے (مترجم)

کے بڑے بڑے ٹکڑے اُڑنے لگے۔ اِس عظیم دھماکے سے ہمارا نظامِ شمسی اور کہکشائیں وجود میں آئیں اور چونکہ خلا میں کوئی مزاحمت موجود نہیں ہے اِس لیے ابتدائی دھماکے سے جو **ابتدائی زور حرکت** (PRIMORDIAL MOMENTUM) پیدا ہوا اُس کی وجہ سے ستارے اور سیارے اپنے مداروں میں گھومتے ہیں۔ ہماری کائنات ہر لمحہ پھیل رہی ہے۔ کہکشائیں تیز سے تیز تر رفتار کے ساتھ ہم سے دُور ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جب اُن کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر ہو جائے گی ہم پھر انہیں کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ ہمیں بڑی سے بڑی اور بہتر سے بہتر دُوربینیں جتنی جلدی ممکن ہو اِن نظاروں کو دیکھنے کے لیے بنا لینی چاہئیں۔ ورنہ بس ہم سے چھوٹ جائے گی۔"

"آپ نے پریوں کی یہ داستان کب دریافت کی؟" ہم پوچھتے ہیں۔

"نہیں ہے یہ پریوں کی کہانیاں نہیں بلکہ سائنسی حقائق ہیں" ہمارے دوستوں کا جواب ہے۔

"درست ہے۔ میں آپ کے اِن حقائق کو مان لیتا ہوں جنھیں آپ بیان کرتے ہیں لیکن واقعتہً یہ حقائق 'اتفاق' سے کب آپ کے ہاتھ لگے؟"

"کل ہی" اُن کا جواب ہے۔

انسانی تاریخ میں پچاس ساٹھ سال کل کی بات ہی تو ہے۔

"تو پھر یقیناً ۱۴۰۰ سال پہلے عرب کے صحرا میں رہنے والے ایک "اُمّی" کو تمہارے اِس عظیم دھماکہ اور پھیلتی ہوئی کائنات کا علم نہیں ہوگا۔ کیا "اُس" کو اس کا علم ہو سکتا تھا؟

ہمارا اگلا سوال ہے

وہ ڈینگ مارتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔

"نہیں ــ بالکل نہیں"۔

"ارے صاحب تو پھر سنیئے 'اُس' نے وحیٔ خدا کے تحت کیا کہا۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ (القرآن ۲۱ : ۳۰)

"کیا وہ لوگ جنھوں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے ہم نے اُنھیں جدا کر دیا"۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ٥ (القرآن ۲۱ : ۳۳)

"اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"۔

"اے جغرافیہ دان اور ماہر فلکیات۔ اہلِ سائنس۔ کیا تم نہیں دیکھ سکتے کہ یہ الفاظ خاص طور پر تم سے خطاب کیے گئے ہیں۔ جنھوں نے حیران کن دریافتیں کیں اور اِن دریافتوں کو السافول تک پہنچایا ہے پھر بھی اتنے 'اندھے' ہو کہ اِن کے مصنّف و خالق کو نہیں دیکھ سکتے"؟

تھامس کارلائل کہتا ہے:

"ہم اپنی تجربہ گاہوں میں اپنی تمام سائنسوں اور دائرہ ہائے معارف (ENCYCLOPAEDIAS) کی وجہ سے 'خدائی' کو بھولنے کا رجحان رکھتے ہیں"۔

"۱۴۰۰ سال پہلے صحرا میں رہنے والا ایک 'ساربان' کس طرح تمھارے حقائق کی تہہ تک پہنچ سکتا تھا سوائے اِس کے کہ عظیم دھماکہ کے خالق نے خود ہی اس کو یہ سب کچھ بتایا ہو۔"

"اور تم اے ماہرینِ علومِ حیاتیات جو نباتاتی اور حیوانی زندگی کے بارے میں مہارت کا دعویٰ کرتے ہو اس کے باوجود تم زندگی کے منبع۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کا بے باکی سے انکار کرتے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمھاری لاف گزیدہ تحقیق کے مطابق زندگی کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟"

اپنے کافر ساتھی ماہرِ فلکیات سائنس دان کی طرح وہ بھی شروع کرتے ہیں۔

"ارے جناب، اربوں سال پہلے سمندر میں قدیم ابتدائی مادوں (PRIMAEVAL MATTER) نے پروٹوپلازم پیدا کرنا شروع کر دیا جن سے امیبا (AMOEBA) بنا اور سمندر کی اِس کیچڑ میں سے تمام قسم کے جاندار پیدا ہو گئے۔ ایک لفظ میں یوں کہہ لیں کہ تمام زندگی سمندر سے نکلی یعنی پانی سے"

"اور یہ حقیقت آپ کے ہاتھ کب لگی کہ تمام زندہ اجسام پانی سے نکلے؟"

جواب وہی ملتا ہے جو اُن کے فلکیاتی سائنس دان دوستوں نے دیا تھا

"کل"

"کیا یہ ممکن ہے کہ کسی اہلِ علم۔ کسی فلسفی یا کسی شاعر نے تمھاری اِس دریافت کا چودہ صدیاں قبل کوئی قیاس کر لیا ہو؟" ہمارا اگلا سوال ہے۔

ہمارے ماہرِ حیاتیات (BIOLOGISTS) بھی ہیئت والوں

(ASTRONOMERS) کی طرح نہایت پُر زور طور پر تاکیداً کہتے ہیں۔
" نہیں۔ کبھی نہیں "
تو جناب ذرا اِس روایتی تعلیم سے ناواقف فرزندِ صحرا کو تو سُنیئے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط
اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ○ قرآن مجید ۲۱ : ۳۰

" اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا۔ کیا وہ (ہماری اِس خلاقی کو) نہیں مانتے ؟ "

آپ کے لیے یہ جاننا مشکل نہ ہوگا کہ قادرِ مطلق۔ ہمہ دان خالقِ کائنات نے یہ الفاظ تمُ اہلِ علم کی آج کی ارتیابیت صـ۳ (SCEPTICISM) کے جواب میں خطاب فرمائے تھے۔ اُن کی حقیقی اہمیت ۱۴ صدیاں پیشتر صحرا نشینوں سے بالا تر تھی۔ اے اہلِ سائنس تمھیں مُنزِل صـ۴ دلیل دے رہا ہے۔

تم کیسے خدا پر ایمان نہیں لاتے ؟ تمھیں تو خدا کے انکار میں آخری آدمی ہونا چاہیئے مگر تم تو انکار میں پہلے نمبر پر آ گئے ہو۔ تمھیں کس عارضے نے آ گھیرا ہے ؟

ا۔ و۔ ر ماہرینِ نباتات۔ ماہرینِ حیوانیات اور ماہرینِ طبیعیات اشیاء کی فطرت میں حیران کُن حد تک گہری نظر رکھنے کے باوجود ایک عظیم خالق کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اُنھیں خدا کی طرف سے کلام کرنے والے حضرت مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گفتار کے سامنے

صـ۳ مذہب یا روایات کی صحت کو شُبہ کی نظر سے دیکھنے کا شکی پن۔ مترجم
صـ۴ نازل فرمانے والا۔ اللہ تعالےٰ

جواب دہ ہوتے دیں۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۔ (القرآن ۳۶:۳۶)

"پاک ہے وہ ذات جس نے زمین سے اُگنے والی ہر چیز کے اور اُن کے اپنے نفوس کے اور وہ چیزیں جنھیں وہ نہیں جانتے سب کے جوڑے جوڑے بنائے۔"

اللہ تبارک تعالیٰ کی کتاب کی آیات اِتنی واضح ہیں کہ اُن کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہر نئی دریافت جو انسان کرتا ہے اُس میں قرآن کے طلبہ کو اللہ تعالےٰ کا بے خطا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے۔ یہ تھے نشانات اور معجزات اِنسان کے مالکِ مہربان اور رب کی طرف سے تاکہ وہ اُس کے شبہات کو دُور کرکے اُس کے ایمان کو مضبوط بنائے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ۝

(قرآنِ مجید ۳۰:۲۲)

"بے شک اِس میں اہلِ علم کے لیے نشانیاں ہیں۔"

یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ یہ اہلِ علم ہی ہیں جو درحقیقت باغیانہ رویہ رکھتے ہیں اُن کے وسیع مادی علم نے انھیں مغرور بنا دیا ہے۔ اُن میں حقیقی انکساری کی کمی ہے جس کا حقیقی علم سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

باب سوم

قرآنِ پاک میں تحریف ممکن ہی نہیں

اللہ تبارک تعالےٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید کے مذکورہ معجزات گزشتہ زمانے کے لوگوں کے لیے تھے لیکن کیا قرآنِ پاک آج کے دَور میں بھی ایک معجزہ ہے؟

آج کا دَور جو انسان کے صُلبی بچّوں کی بجائے اُس کے ذہنی بچّوں معجزاتی چِپ[1] (CHIP) اور الیکٹرونی ساحروں یعنی کمپیوٹروں کا دَور ہے[2]۔

اسی الیکٹرونی کمپیوٹر کی مدد سے ہم قرآنِ حکیم کے ایک نئے پہلو سے روشناس ہوئے ہیں جس نے اِس کتابِ الٰہی کو تخلیق کا حتمی معجزہ ثابت کر دیا ہے۔

معجزہ کی سادہ ترین تعریف یوں ہے:۔

"انسان کی قوت سے ماورا کوئی کام"

آخر ہم کیسے ہر دہریے، لا ادری، عیسائی اور کمیونسٹ کی تسلّی کے لیے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ قرآنِ مجید اللہ تعالےٰ ہی کا کلام اور معجزوں کا معجزہ ہے۔

ص۱ مراد ہے سِلیکون چپ۔ جس کی مدد سے کمپیوٹر کا انقلاب آیا۔
ص۲ دیکھئے ٹائم میگزین۔ ایڈیشن 20 فروری 1978ء

ہمیں قطعی سائنس "ریاضی" کے ذریعے انھیں قائل کرنا ہوگا کیوں کہ ریاضی کبھی جانبدار[۳] نہیں ہوتی اور اُس کی اثر آفرینی اور زبان عالمگیر ہے۔

قرآنِ حکیم کے معجزہ ہونے کو دیکھنے، محسوس کرنے، سمجھنے اور اُس کے پرکھنے اور معائنہ کرنے کے قابل ہونے کے لیے کسی امریکی۔ چینی روسی۔ افریقی یا ایشیائی کو قرآنِ مجید کی زبان عربی پر عبور حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اُسے صرف دو لازمی شرائط پر پورا اُترنے کی ضرورت ہے جو درج ذیل ہیں۔

1۔ دیکھنے کے لیے آنکھیں

2۔ کم از کم انیس (۱۰ + ۹) تک گنتی کر سکنے کی اہلیت۔

اس آخری معجزے کا پوری طرح استحسان حاصل کرنے کے لیے ہمیں قرآنی وحی کے آغاز سے ابتدا کرنا ہوگی۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ قرآنِ مجید کی موجودہ شکل جس سے ہم واقف ہیں رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رحلت فرما جانے سے قبل اُن کی براہِ راست ہدایت پر نمبر شمار اور ترتیب کے روایتی اسلوب پر رکھی گئی ہے لیکن قرآنِ مجید کا نزول اِس ترتیب سے نہیں ہُوا۔ اِس کی "زمانی" ترتیب مختلف ہے۔ پورا قرآن پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تھوڑا تھوڑا کر کے آپ کی ضرورتوں کے مطابق تمہیدی جھلکیوں، خاص خبروں اور روشن اشاراتی خبروں کی صورت میں نازل ہُوا۔

آیئے آپ کی پہلی وحی کے واقعہ پر نظر ڈالتے ہیں:-

ص۳ یعنی ریاضی کسی کی رُو رعایت کئے بغیر دُرست نتائج تک پہنچتی ہے اس میں کسی فرد کے شخصی میلانات کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مترجم

آپ شہر مکّہ کے شمال میں تین میل کے فاصلہ پر ایک غار میں ہیں۔ اپنے معمول کے مطابق اُس غار میں آپ کبھی اکیلے اور اکثر اپنی محبوب رفیقۂ حیات امّ المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضؓ کے ہمراہ مکمل پُرسکون عبادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آج 27 رمضان المبارک ہے۔ آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی ہے اور آپ آج اِس موقع پر اکیلے ہیں۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور آپ کو آپ کی مادری زبان عربی میں فرماتے ہیں **اِقراء**۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آپ کو اپنی اِس پہلی ملاقات میں **سورۃ العلق** کی پہلی پانچ آیات مِلتی ہیں جو کہ اب قرآنِ پاک کی 96 ویں سورت ہے۔ (دیکھیئے نقشہ نمبر ۱)

اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے ترجمان کے طور پر چُن لیا ہے، لیکن حضرت محمّدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے یہ سند یافتہ ہونے یا عبائے فضیلت حاصل کرنے کا موقع نہیں ہے۔ آپ تو اِس طرح کے ہلا دینے والے واقعہ کے لیے تیار نہیں تھے۔ آپ تیزی سے واپس گھر اپنی محبوب رفیقۂ حیات کے پاس تسلّی اور مدد حاصل کرنے کے لیے آئے۔ آپ گھبرائے ہوئے اور پریشان نظر آتے تھے۔

ابتدائی فکرمندی کے ختم ہونے پر آپ نے خدائی پیغام پر اپنے دل میں گہرا غور و خوض کیا۔ مزید کے لیے ذوق و آرزو بیدار ہو گئی۔ اب انتظار کا ایک لمبا وقفہ حائل ہو گیا۔ اِس دوران میں آپ نے خدا اور بلندتر اور پاکیزہ تر زندگی کے بارے میں باتیں شروع

رضؓ میرے علم کے مطابق آپ وہاں اکیلے ہی تشریف لے جایا کرتے تھے (مترجم)

پہلی وحی

رکوعہا	سورۃ العلق مکیۃ	آیاتہا
۱		۱۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝	پڑھ (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝	جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝	پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝	جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝	انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سردارِ ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ پہلی وحی کے طور پر اللہ تعالےٰ نے علق کی یہ پانچ آیات عطا فرمائیں۔ اب یہ قرآن پاک کی ۹۶ ویں سورۃ ہے۔

(نقشہ نمبر ۱)

دوسری وحی

آیاتھا ۵۲	سورۃ القلم مکیۃ	رکوعھا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱- نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝	ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھتے ہیں
۲- مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝	تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو۔
۳- وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝	اور تمہارے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے
۴- وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝	اور یقیناً تم اخلاق کے انتہائی بلند مقام پر فائز ہو۔

ملاحظہ کریں کہ آیت نمبر ۲ ایک الزام کی تردید میں ہے۔

(نقشہ نمبر ۲)

کر دیں۔ زبانیں حرکت میں آگئیں۔ ہرزہ سرائی کرتے والوں نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنا شروع کر دیا کہ خدانخواستہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیوانہ یا جنون زدہ ہوگئے ہیں۔ اس الزام کے جواب میں جبریلِ امین کی دوسری ملاقات کے دوران میں آپ کو چند اور آیات عطا کی گئیں جنھیں اب قرآنِ مجید کی ۶۸ ویں سورۃ **القلم** میں جگہ دی گئی ہے۔ (دیکھیے نقشہ نمبر ۲)

اس مقام پر میں قاری کی توجہ اس وحی کی صرف آیت نمبر ۲ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ

القرآن ۶۸ : ۲

"اپنے رب کے فضل سے آپ جنون زدہ نہیں ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نکتہ چینوں کے الزامات پر گرفت فرماتے ہیں۔ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انسانوں میں عاقل ترین اور دانا ترین فرد تھے لیکن دُنیا کا یہ شیوہ ہے کہ وہ سچائی کو جھوٹ اور دانائی کو پاگل پن گردانتی ہے۔ آپ کے عظیم پیشرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے مخالفین کے اسی طرح کے بے سر و پا الزامات سے نہیں بچ سکے تھے ہمیں عیسائیوں کی انجیل میں یہ لکھا ہُوا ملتا ہے۔

"اُن میں سے بہتیرے تو کہنے لگے کہ اُس میں
بدروح ہے اور وہ دیوانہ ہے۔ تم اُس
کی کیوں سنتے ہو؟"

(یوحنا ۱۰ : ۲۰)

حتیٰ کہ اُن کے بعض محبوب ساتھی بھی بعض اوقات سوچتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عقل سے محروم ہوگئے ہیں۔

تیسری وحی

رکوعها ۲	سورة المزمل مکیة	آیاتها ۲۰

بسم الله الرحمن الرحيم

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾	اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾	رات کو نماز میں کچھ کم کھڑے رہا کرو
نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾	آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو۔
اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾	یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا لو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو
اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾	بلاشبہ عنقریب ہم آپ پر ایک وزنی پیغام اتاریں گے

(نقشہ نمبر ۳)

"جب اُس کے عزیزوں نے سنا تو اُسے پکڑنے
کے لیے نکلے کیوں کہ کہتے تھے کہ وہ بے خود
ہے ۔ اور فقیہہ جو یروشلم سے آئے تھے کہتے
تھے کہ اس کے ساتھ بعلزبُول [۵] ہے اور یہ
بھی کہ وہ بدرُوحوں کے سردار کی مدد سے
بدرُوحوں کو نکالتا ہے۔"

(مرقس ۳ : ۲۰-۲۱)

اس جیسے اور دوسرے معجزانہ کارناموں کے باوجود ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے لوگوں میں بھی مقبول نہ ہو سکے۔

"کیوں کہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے
تھے۔"

(یوحنا ۷ : ۵)

خوش قسمتی سے حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنے بے بہرہ نہ تھے۔ آپ پر شروع میں ہی پختہ ایمان لانے والے آپ کے وہ قریب ترین اور عزیز ترین اشخاص تھے جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔

ہم اِس بات پر متفق ہیں کہ دوسری وحی (نقشہ نمبر ۲) ایک **الزام** کے جواب میں نازل ہُوئی۔ تب جبرائیل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو **سورۃ مُزّمّل** کی پہلی چند آیات عطا کی گئیں جو اب قرآنِ مجید کی ۷۳ ویں سورۃ ہے (نقشہ نمبر ۳ دیکھیے)

یہاں مَیں آپ کی توجہ صرف پانچویں آیت کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، جہاں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

۵ انگلش میں BEELZEBUB بمعنی شیطان

چوتھی وحی

آیاتہا ۵۶	سورۃ المدثر مکیۃ	رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝	اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے
۲- قُمْ فَأَنْذِرْ ۝	اُٹھو اور (لوگوں کو) ڈراؤ
۳- وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝	اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو
۴- وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝	اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔
۵- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝	اور گندگی سے دُور رہو۔
۶- وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝	اور زیادہ حاصل کرنے کیلئے احسان نہ کرو۔
۷- وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝	اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔

یہ وحی تیسویں آیت تک جاری رہتی ہے

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ اور اس کے اوپر ہیں انیس (۳۰)

(نقشہ نمبر ۴)

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ (القرآن ۷۳:۵)

"بلاشبہ عنقریب ہم آپ پر ایک وزنی پیغام اُتاریں گے"

اللہ تعالیٰ کے خضوع و خشوع رکھنے والے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ بھی عطا ہو رہا تھا۔ نہایت شاندار، خوبصورت، اہم اور وزنی تھا لیکن وحی بھیجنے والے کے پاس اپنے رسول حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا کرنے کے لیے واقعتاً بہت غیر معمولی انعام موجود تھا۔

چوتھی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآنِ حکیم کی ۷۴ ویں سورۃ کی آیات ایک تا تیس، قریباً نصف سورۃ مدثر کا تحفہ لائے (دیکھیے نقشہ نمبر ۴) جس کی آخری آیت یہ ہے:

۳۰۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

"اُس کے اوپر ہیں اُنیس"

اِس مرتبہ اب تک کسی ایک وقت میں عطا کردہ آیات کا سب سے بڑا ذخیرہ آپ کو مرحمت فرمایا گیا۔ پہلی وحی صرف پانچ آیات پر مشتمل تھی اب آیات تیس تک پہنچ گئیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو وحیٔ الٰہی سے ہم آہنگ کیا جا رہا تھا۔ اگر وحی مزید ۲۶ آیات تک چلتی تو زیرِ نظر سورۃ مکمل ہو جاتی لیکن جبرئیل امین سورۃ ۷۴ کی آیت نمبر ۳۰ پر ٹھہر جاتے ہیں۔

باب چہارم

مشاہیرِ ادب کی شہادت

آیت ۳۰ (نقشہ نمبر ۵) کے متن پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آیت بھی ایک اور **الزام** کا جواب ہے۔ شروع میں کفار نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دیوانگی کا الزام لگایا۔ اب جب اُنھوں نے دیکھا کہ لوگ آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر آپ کی دعوت کی طرف بڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ اُن (کفار) کے کچھ اپنے عزیزوں نے بھی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو قبول کرنا شروع کر دیا ہے اور مزید یہ کہ آپ پر ایمان لانے والے کچھ لوگ سوسائٹی کے برگزیدہ افراد ہیں تو اُن منکرین نے اپنے اِس "دیوانگی" کے الزام کو **ساحری** سے بدل دیا۔ اُنھوں نے الزام لگایا کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اثر آفریں قرآنی آیات کی خوبصورت تلاوت سے لوگوں کو مسحور کر رہے ہیں۔

اِس نئے الزام کی قلعی کھولنے سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ میں تھامس کارلائل کی شہادت کا حوالہ دوں۔ اس نے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کی گئی تقریر میں بہت خوبصورتی سے کفار کے اِس الزام کا انکار کیا ہے،

"FORGER AND JUGGLER? NO, NO! THIS GREAT FIERY HEART, SEETHING, SIMMERING LIKE A GREAT FURNACE OF THOUGHTS, WAS NOT A JUGGLER'S."

۲۴- فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ۙ

پھر بولا - یہ تو پہلے سے جاری جادو کے سوا کچھ نہیں -

۲۵- اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ

یہ تو ایک انسانی کلام ہے -

۲۶- سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ؕ

عنقریب اس (منکر) کو دوزخ میں ڈال دوں گا -

۲۷- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ؕ

اور تم کو کیا معلوم ہے کہ وہ دوزخ کیا ہے ؟

۲۸- لَا تُبْقِیْ وَ لَا تَذَرُ ۚ

یہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

۲۹- لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۚۖ

کھال کو جھلسا دینے والی -

۳۰- عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ؕ

اُس کے اوپر ہیں اُنیس

المدثر ۷۴ : ۲۴-۳۰

(نقشہ نمبر ۵)

"جعل ساز اور شعبدہ باز ؟ نہیں۔ ہرگز نہیں ! یہ عظیم مضطرب دل۔ خیالات کی عظیم بھٹی کی طرح جوش کھاتا اور ابلتا ہوا دل۔ ایک شعبدہ باز کا ہو ہی نہیں سکتا۔"

الہامی ہدایت کے فہم سے قاصر مکّہ کے اوہام پرست مشرکین نے جب دیکھا کہ حیوانوں کی سی زندگی گزارنے والے مردوں اور عورتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کے بعد حیران کن تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں تو انھوں نے اِن تبدیلیوں کی وضاحت کرنے کے لیے اُن اثرات کو **جادو یا سحر** قرار دیا دراصل وہ اپنے وقت، زمانے اور ماحول کی پیداوار تھے۔

آیات کو اُن کے سیاق و سباق (نقشہ نمبر ۵) میں پڑھتے ہوئے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ آیت نمبر ۲۴ میں دیے گئے منکرانہ الزام

"یہ سحر کے سوا کچھ نہیں ......"

کو ہم پہلے ہی پرکھ آئے ہیں لیکن آیت نمبر ۲۵ میں لگایا گیا الزام نہایت سنگین ہے۔ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے کفار کا "روگ" اسلام کے مخلص اور ہمدرد غیر مسلم دوستوں کے ذہن میں ابھی تک موجزن ہے اِس تعصب سے تھامس کارلائل بھی مبرّا نہیں ہے۔ اِس مستقل روگ یا (پھر نرم الفاظ میں) مغالطے کی رُو سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی قرآن کریم کے مصنف ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے الفاظ آپ پر وحی کیے جاتے ہیں مگر دشمن کہتا ہے۔

"اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝"

"یہ تو ہے ہی انسانی کلام"

(القرآن ۷۴ : ۲۵) نقشہ نمبر ۵

دوسرے الفاظ میں کافر یہ کہتا ہے کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو قرآن مجید لکھتے تھے اور یہ آپ ہی ہیں جو اپنے الفاظ کو خدا کے الفاظ کہہ کر پھیلاتے ہیں یعنی آپ نے ہی یہ کتاب تیار کی ہے۔ آپ نے یہ خود گھڑ لی ہے۔ یہ آپ کی ہی اختراع ہے۔ شاید اُن کا خیال تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی کتاب القرآن یہودیوں اور عیسائیوں سے نقل کی ہے۔

آئیے میں یہاں آپ کو غیر مسلم نقادانِ اسلام کے نہایت شاندار تعریفی کلمات سے آگاہ کردوں جو اُنھوں نے دانستہ یا نادانستہ اِس غلطی میں گرفتار ہوکر لکھے کہ قرآنِ مجید کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تحریر فرمایا:

گبن (GIBBON)

یہ عظیم تاریخ دان اپنی کتاب "سلطنتِ روما کا زوال و انحطاط"

(DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE)

میں اسلام اور قرآن کے بارے میں رائے دیتا ہے۔

Qur'an: "THE CREED OF MOHAMMAD IS FREE FROM THE SUSPICIONS OF AMBIGUITY, AND THE QUR'AN IS A GLORIOUS TESTIMONY TO THE UNITY OF GOD."

"دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہر قسم کے شائبۂ ابہام سے مبرّا ہے اور قرآن، خدا کی واحدانیت کی عظیم الشان شہادت ہے۔"

اِس کے باوجود یہ "عظیم" انسان لاادری ہی مرا۔

۲۔ تھامس کارلائل (THOMAS CARLYLE)

یہ گزشتہ صدی کے عظیم ترین مفکرین میں سے ہے۔ اپنی کتاب HEROES AND HERO WORSHIP میں " ہیرو بطور پیغمبر" کے عنوان کے تحت پیغام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں رقم طراز ہے:

"THE WORD OF SUCH A MAN IS A VOICE DIRECT FROM NATURE'S OWN HEART. MEN DO AND MUST LISTEN TO THAT AS TO NOTHING ELSE; ALL ELSE IS WIND IN COMPARISON."

"اس طرح کے انسان کا کلام فطرت کے اپنے دل کی براہِ راست آواز ہے جسے لوگ جس طرح سنتے ہیں۔ اور انھیں سننا بھی چاہیئے۔ کچھ اور نہیں سنتے اور اس کے مقابلہ میں ہر دوسری بات لایعنی ہے۔"

دوسرے الفاظ میں " اس آدمی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) " کی گفتگو کے مقابلے میں ہر بات بے وزن اور لغو ہے۔"

یہ عظیم مفکر کلیسائے انگلستان کے پیروکار عیسائی (ANGLICAN) کی حیثیت سے مرا۔

۳۔ پادری آر۔ باسورتھ سمتھ

(REV. R. BOSWORTH-SMITH) یہ ایک عیسائی مشنری ہے

www.OnlyOneOrThree.com

اپنی کتاب "محمدؐ اینڈ محمڈن ازم" (MUHAMMAD AND MUHAMMADANISM) میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآنِ مجید کے بارے میں یہ تصدیق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

"ILLITERATE HIMSELF, SCARCELY ABLE TO READ OR WRITE; **HE WAS YET THE AUTHOR OF A BOOK,** WHICH IS A POEM, A CODE OF LAWS, A BOOK OF COMMON PRAYERS, AND A BIBLE — ALL IN ONE. AND IS REVERENCED TO THIS DAY BY A SIXTH OF THE WHOLE HUMAN RACE AS A MIRACLE OF PURITY OF STYLE, OF WISDOM AND OF TRUTH. IT IS THE ONE MIRACLE CLAIMED BY MOHAMMED, HIS STANDING MIRACLE HE CALLED IT, AND A MIRACLE INDEED IT IS!"

"بذاتِ خود ناخواندہ، جو ہرگز لکھ پڑھ نہیں سکتا تھا پھر بھی وہ ایک کتاب کا مصنّف تھا جو کہ بیک وقت ایک نظم بھی ہے اور کتابِ قانون بھی۔ عام دعاؤں کی کتاب بھی ہے اور ایک کتابِ مقدّس بھی اور پوری نسلِ انسانی کا چھٹا حصہ اُس کی تکریم کرتا ہے بطورِ پاکیزگیٔ اسلوب و دانائی و سچائی کے معجزے کے۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے اُس نے

اسے دائمی معجزے کا نام دیا، بے شک یہ ہے
بھی ایک معجزہ۔"
اور اس کے باوجود بوسورتھ تثلیث کا عقیدہ رکھنے والے کے طور پر مرا۔

۴۔ لامارٹین (La Martine) ایک فرانسیسی تاریخ دان

ہے۔ اپنی کتاب "ترکوں کی تاریخ" "History of the Turks" میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہایت شاندار اور خراجِ تحسین کا لبِ لباب ان الفاظ میں ادا کرتے ہوئے پیش کرتا ہے۔

"PHILOSOPHER, ORATOR, APOSTLE, LEGISLATOR, WARRIOR, CONQUEROR OF IDEAS, THE RESTORER OF RATIONAL BELIEFS, OF A CULT WITHOUT IMAGES; THE FOUNDER OF TWENTY TERRESTRIAL EMPIRES AND ONE SPIRITUAL EMPIRE — THAT IS MUHAMMAD. WITH REGARDS ALL STANDARDS WHEREBY HUMAN GREATNESS MAY BE MEASURED, WE MAY WELL ASK, **'IS THERE ANY MAN GREATER THAN HE?'**"

" فلسفی۔ خطیب۔ رسول۔ مقنن۔ رزم آرا۔
افکار کا فاتح۔ استدلالی عقائد کا بحال
کرنے والا، بتوں اور شبیہوں کے بغیر دین
کا بحال کنندہ۔ بیس ارضی سلطنتوں اور
ایک روحانی سلطنت کا بانی —— یہ ہے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ——
ہم بخوبی پوچھ سکتے ہیں کہ اُن تمام معیاروں

سے جن سے انسانی عظمت ماپی جا سکتی ہے
کیا کوئی آدمی اس سے بڑا ہے؟"

لا مارٹن کے اپنے سوال کا جواب اُس کے سوال میں ہی اشارۃً پوشیدہ ہے کہ

کوئی آدمی اُس سے بڑا نہیں ہے!

محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) عظیم ترین ہیں پھر بھی یہ معزز فرانسیسی اسلام کے دائرے سے باہر ہی مرا۔

۵۔ جیولز میسرمین (JULES MASSERMAN)

ایک امریکی ماہر تحلیلِ نفسی۔ رسالہ ٹائم کی ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں "قائدین کہاں ہیں؟" پر خصوصی باب میں اپنے مراسلے میں تاریخ کی عظیم ترین شخصیات کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی تحقیق میں حتمی طور پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

"PERHAPS THE GREATEST LEADER OF ALL TIMES WAS MUHAMMAD."

"شاید تمام زمانوں کا عظیم ترین قائد محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔"

حیران کن بات یہ ہے کہ یہودی ہوتے ہوئے وہ اپنے ہیرو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن (حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب ترین دوسرا گردانتا ہے۔ اُس کے موضوعاتی معیاروں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور گوتم بدھ تو حقیقتاً اِس زمرے میں آتے ہی نہیں۔

(شکاگو یونیورسٹی کے اِس پروفیسر کے مکمل حوالہ اور معیار

جو اُس نے استعمال کیا ہے کے لیے مصنف کے کتابچہ " بائیبل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتی ہے ؟ " سے رجوع کریں)۔[۱]

۶۔ میکائیل ایچ ہارٹ (MICHAEL H. HART)

امریکہ کے اِس ہیئت دان (ASTRONOMER) مؤرخ اور ریاضی دان نے " سو " یا " چوٹی کے سو " یا " تاریخ کے سو عظیم ترین " نامی ایک کتاب قریباً بیس سال پیشتر شائع کی ہے۔ حضرت آدم ؑ سے آج تک کی تاریخ میں آدمیوں اور عورتوں پر تحقیق کرتے ہوئے اُس نے تاریخ کے موثر ترین سو افراد کا انتخاب کیا ہے۔ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ان سو افراد کے سرِ فہرست قرار دیتا ہے۔ اُس کی فہرست کی عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے خداوند اور نجات دہندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیسرے نمبر پر دکھاتا ہے۔

ہم جارج برنارڈ شا (GEORGE BERNARD SHAW)

جان ڈیون پورٹ (JOHN DAVENPORT)

مہاتما گاندھی وغیرہ بے شمار غیر مسلم اہلِ دانش کے حوالوں کا اضافہ کر سکتے ہیں جنھوں نے بلا بُخل، اللہ تعالےٰ کے ذی شان پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے کسی نے کہا :

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لاکھوں میں ایک تھے "

---

۱ اصل کتاب کا نام WHAT THE BIBLE SAYS ABOUT MUHAMMAD? ہے۔

"کہ وہ تاریخ کے عظیم ترین انسان تھے"
"کہ وہ تمام مذہبی شخصیات میں سب سے کامیاب تھے۔"
یا کہ پھر

شاید اُن جیسا کبھی بھی کوئی دوسرا نہ ہوگا" ص۲

یہ تمام اور مزید بہت کچھ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بالکل دُرست ہے لیکن یہ تمام خوبصورت تعریفیں مسلمانوں کے لیے ایک اُلجھن کا باعث بنتی ہیں۔

"تب اِن تمام لوگوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیوں نہ اختیار کی۔ انھوں نے اسلام کیوں نہ قبول کر لیا؟"

میرا خیال تھا کہ یہ تمام غیر مسلم منافق تھے لیکن میں نے انھیں غلط پرکھا تھا۔ جدید ترین قرآنی دریافت کے باعث میں نے اِن عظیم انسانوں کے بارے میں اپنا نظریہ تبدیل کر لیا ہے۔

اِس بات کے باوجود کہ مذکورہ بالا مشاہیر میں سے چند ایک نے اپنے پیغمبروں اور رہنمائوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت دی مگر وہ اسلام قبول کرنے پر محض اِس لیے تیار نہ ہوئے کیونکہ اپنے اذہان کی گہرائیوں میں وہ یہ ایمان رکھتے تھے کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنھوں نے اسلام ایجاد کیا اور یہ کہ آپ ہی قرآنِ مجید

ص۲ یہ تو غیر مسلم دانش ور کا قول ہے ورنہ "بعد از خدا بزرگ توئی" کے مصداق اللہ جل شانہ' کے علاوہ نہ آپ جیسا کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ مترجم

کے مصنّف تھے۔ مذکورہ بالا اہلِ قلم میں سے بعض نے غیر مبہم الفاظ میں یہ کہا اور بعض نے لطیف پیرائے میں اس کی طرف دلالت کی لیکن مجموعی طور پر ہر ایک کا خیال تھا کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی آپ کی اپنی غیر معمولی انسانی دانش کی مرہونِ منّت تھی۔

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والوں کی مذکورہ بالا فہرست میں آخری نام میکائیل ایچ ہارٹ کا ہے۔ یہ کہنے کے بعد کہ تاریخ کے دُنیوی اور مذہبی دونوں میدانوں میں سب سے اثر آفریں شخصیت حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ اپنے مضمون کے اِس نتیجہ کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے دلائل بھی مہیا کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر صاف صاف بیان کرتا ہے:

"MOREOVER, **HE IS THE AUTHOR** OF THE MOSLEM HOLY SCRIPTURES, THE KORAN; A COLLECTION OF CERTAIN OF MUHUMMED'S INSIGHTS THAT HE BELIEVED HAD BEEN DIRECTLY REVEALED TO HIM BY ALLAH."

> مزید برآں مسلمانوں کی مقدّس کتاب قرآنِ کریم جو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کچھ بصائر کا مجموعہ ہے اور جن کے بارے میں اُس (محمدؐ) کا یقین تھا کہ اللہ تعالےٰ نے براہِ راست اس پر وحی کیے ہیں، کا مصنّف بھی وہی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

(اُن کا) مصنّف بھی وہی ہے، کے الفاظ پر غور کیجیے۔ یہی بات اُسے لاشعوری طور پر اسلام میں داخل ہونے سے روکتی رہی اور مذکورہ بالا دوسرا آدمی تھامس کارلائل ہے جو کہتا ہے "اس طرح کے انسان کا کلام"

اور تیسرے نمبر پر درج کیے ہوئے پادری بوسورتھ سمتھ کا کہنا "**پھر بھی وہ ایک کتاب کا مصنّف تھا**"

(اِس کتاب میں الفاظ کو نمایاں میں نے خود کیا ہے۔ مصنّف)

اِن باتوں سے اللہ تعالیٰ کے عطاکردہ دین۔ اسلام۔ کو اُن کے قبول نہ کرنے کی وجہ کا سراغ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ منکرین کے اِس طرح کے الزامات کو سورۃ ۷۴ آیت ۲۵ میں یہ کہتے ہوئے بیان فرماتا ہے:

"یہ فانی انسان کی کہی ہوئی بات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"

یعنی اُن کے خیال میں قرآن مجید انسانی تخلیق ہے۔

(دیکھئے نقشہ نمبر ۵)

www.OnlyOneOrThree.com

باب پنجم

اُس کے اوپر ہیں انیّس

اِس غلط مفروضے (کہ مصنفِ قرآن، محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں) کے جواب میں المصنّف (اللہ جل شانہٗ) نے نہایت ہولناک تنبیہ کی ہے:

"عنقریب مَیں اُسے نارِ جہنم میں ڈالوں گا..."

اور اِس تنبیہ کو اِس آخری آیت پر ختم کیا گیا ہے۔

۳۰۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

اس کے اوپر ہیں انیس — القرآن ۷۴: ۳۰

بالفاظِ دیگر اگر کوئی پیغمبرؐ کے خلاف جھوٹا الزام گھڑتا ہے کہ اللہ کی کتاب کے مصنّف خود حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو اُس شخص پر اور چیزوں کے علاوہ "انیس" کو بھی مسلط کر دیا جائے گا۔ اُسے انیّس کے ساتھ حساب چکانا ہوگا۔

یہ اُنیّس آخر کیا ہے؟

ماضی کے ہمارے عظیم مفسّرین نے خوبصورت قیاس آرائیاں کی ہیں کہ یہ 19 کس بات پر دلالت کرتا ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ "۱۹" اُن فرشتوں کی طرف اشارہ ہے جو اہلِ دوزخ کا انتظام سنبھالیں گے۔ دوسروں نے کہا کہ "۱۹" کا یہ عدد آدمی کی "۱۹" صلاحیتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کچھ اور دوسروں نے کہا کہ یہ اسلام کے اہم ستون اور احکامات ہیں (عبداللہ یوسف علی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی تفاسیر ملاحظہ فرمایئے) ہر مُفسّر کی قیاس آرائی اِس کلمے پر ختم ہوتی ہے۔

"لیکن سب سے بہتر اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے"

ہمارے مفسّرین میں کوئی بھی اپنے دعوے پر نہ اڑا رہتا ہے نہ قطعیتِ رائے رکھتا ہے۔

لیکن کیوں (اس پر اکتفا کر لیا جائے) کہ اللہ بہتر جانتا ہے؟

چونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے "۱۹" کے عدد کی کوئی صریح وضاحت نہیں فرمائی تھی۔ اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو ہمارے پاس قیاس آرائی کے لیے کوئی وجہ موجود نہ ہوتی۔

اُنیس محض ایک عدد ہے۔ زیرِ بحث آیت کے نزول سے پہلے عربوں کے لیے اِس کا کیا مطلب تھا؟

عربوں کے لیے ۱۹ کا مطلب دس + نو (۱۰ + ۹) کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ۱۴۰۰ سال میں یعنی اس کے زمانۂ نزول سے اب تک اس عدد "۱۹" کے اور کتنے معانی بنے ہیں؟ کوئی بھی نہیں اُنیس اب بھی وہی اُنیس ہے ..... (۱۰ + ۹)

دُنیا کی زبانوں میں مختلف اعداد اپنی عددی قیمتوں کے ساتھ ساتھ مختلف معنویتوں کے حامل ہوتے ہیں

۷۸۶ ایسے ہی عدد کی ایک مثال ہے۔ جنوبی

افریقہ[1] میں کسی مسلمان بچے سے پوچھیے ۷۸۶ کا کیا مطلب ہے وہ بلا تامل جواب دے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جس کا مطلب ہے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

یہ نتیجہ کیسے حاصل کیا گیا تفصیل طلب بحث کا متقاضی ہے۔ مختصراً یہ کہ عبرانی اور عربی حروفِ تہجی کی کچھ مخصوص روائتی عددی نسبت[2] مقرر کی جاتی ہے اگر درج بالا آیت کے ہر لفظ کی عددی قیمت جمع کی جائے تو ۷۸۶ بنتی ہے لہٰذا ۷۸۶ مذکورہ آیت کے فارمولا کی مختصر صورت ہے۔

جنوبی افریقہ میں فلیٹوں کے کچھ بڑے بڑے بلاکوں میں جب کمروں کے نمبر لگائے جاتے ہیں تو اُن پر ۱، ۲، ۳ ...... سے شروع ہو کر ۱۲ کے بعد ۱۲ا، ۱۴، ۱۵ وغیرہ درج کیے جاتے ہیں۔

لیکن ۱۲ا (ب - 12) کیوں؟ وہ ۱۳ کو کیوں حذف کر جاتے ہیں؟ کیا وہ ۱۳ لکھنا نہیں جانتے؟

آپ کو جواب ملے گا کہ کچھ لوگ توہم پرست ہوتے ہیں اور وہ ۱۳ نمبر کمرے میں قیام کرنا نہیں چاہتے کیونکہ اُن کے خیال میں ۱۳ کا عدد

---

[1] کیونکہ یہ کتاب جنوبی افریقہ میں چھپی ہے ورنہ تو برّصغیر پاک و ہند میں بھی مسلمان ۷۸۶ کا یہی مطلب لیتے ہیں۔ مترجم

[2] سہولت کے لیے عربی حروفِ تہجی کی قیمت اِس کتاب میں درج کی جا رہی ہے۔ دیکھیے صفحہ ۱۱۱ (مترجم)

www.OnlyOneOrThree.com

منحوس ہے اور اگر ۱۳ تاریخ کو جمعہ ہو تو ؟ اوہ اِس کا مطلب ہوگا نحوست پر نحوست — دوہری نحوست۔

اور پھر ہمارے پاس ایک جملہ ہے تیسرا درجہ (تھرڈ ڈگری) جس کا مطلب ہے جسمانی اذیت۔

اِسی طرح اگر آپ کسی پُرجوش عیسائی مبلّغ سے پوچھیں کہ ۶۶۶ کیا ہے ؟ تو آپ کو بتایا جائے گا :

" یہ حیوان (کریہہ انسان) کی علامت ہے "

وہ یہ تصور اپنی بائیبل سے اخذ کرتا ہے۔

ہند و پاکستان میں اگر آپ کسی کو مشتبہ کردار ۔ گرہ کٹ ۔ فریبی یا عام چور کہنا چاہتے ہوں تو صرف ۴۲۰ کہہ دیجئے کیونکہ تمام حقیر جرائم تعزیراتِ ہند (اِن کو پاکستان میں بھی اپنایا گیا) کی دفعہ ۴۲۰ کے تحت شمار ہوتے ہیں۔ اِسی طرح دُنیا کی مختلف زبانوں میں مختلف اعداد کے اُن کی عددی قیمتوں کے علاوہ کچھ اور مطالب بھی وضع کر لیے گئے ہیں۔

کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ اگر مسلمان اگرچہ ۱۴۰۰ سال سے آیت

" اُس کے اُوپر ہیں اُنّیس "

کو بار بار پڑھ رہے ہیں مگر اُس کو کوئی دوسرا مفہوم نہیں دیا گیا قرآنِ مجید کا یہ عدد ۱۹ ملاوٹ سے پاک رہا ہے اور '۱۹' اب بھی '۱۹' ہے۔

چونکہ یہ عدد اِس الزام کے جواب میں دیا گیا ہے کہ " محمدؐ نے اِس کتاب کو لکھا " جبکہ اِس (کتاب) کا حقیقی مصنّف اللہ جل شانہٗ جانتا تھا کہ یہ '۱۹' حقیقی طور پر کس چیز پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر حضرت محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآنِ مجید کو تصنیف کیا ہوتا تو بے شک آپ بھی جان رہے ہوتے کہ آپ

کس چیز کے بارے میں گفتگو فرما رہے ہیں۔

ہم یہ بات حقیقت کے طور پر جانتے ہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا اصلی کلام ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوایا گیا۔ یہی بات ہے جس کا دعویٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور قرآنِ مجید نے جس کی تصدیق کی۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ بلکہ وہ تو وحی ہے جو اُس پر کی گئی

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ اُسے زبردست طاقت والے نے سکھایا۔

(قرآن مجید ۵۳ : ۳-۵)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ کہہ دیجئے میں تو صرف ایک انسان ہوں (ہاں البتہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج یہ کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے

(القرآن ۱۸ : ۱۱۰)

جس طرح ہم مسلمانوں کا پکا عقیدہ ہے اور ہم اس بات کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ حکیم کا ایک نقطہ بھی نہ تو خود لکھا ہے اور نہ اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی کی۔ تاہم ایک لمحے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد نقاد کی اس دلیل سے اتفاق کرتے ہوئے کہ:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ کتاب خود تصنیف کی ہے"

ہم فوراً یہ دکھانے کے قابل ہو جائیں گے کہ

"قرآنِ مجید تخلیق کا لازوال حتمی معجزہ ہے"

اور مکمل طور پر انسانی ذہن کی رسائی سے بالاتر ہے۔

قرآنی وحی کے نزول کی ترتیب سے رہنمائی لیتے ہوئے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ سورۃ مدثر کی آیت ۳۰

۳۰۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

اُس کے اوپر ہیں اُنیس

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سردارِ ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی چوتھی ملاقات پر وحی کی آخری آیت کے طور پر پہنچائی۔ باقی ماندہ ۲۶ آیات پہنچا کر سورۃ مدثر کو مکمل کرنے کے بجائے حضرت جبرائیل علیہ السلام یہاں وقفہ اختیار کرتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ ۹۶ کی **پہلی وحی** کی باقی ماندہ آیات پڑھنے کے لیے کہتے ہیں۔ بعد ازاں آپ کو ۱۴ مزید آیات عطا کی گئیں۔ پہلی وحی کے موقع پر آپ کو صرف ۵ آیات دی گئی تھیں جن پر اب مزید ۱۴ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح سے سورۃ ۹۶ کی آیات کی تعداد کیا ہو گئی ہے؟ جواب ہے "اُنیس"۔ یہ کیسے ہُوا کہ مذکورہ وحی کے لفظ "اُنیس" کے کہے جانے کے فوراً بعد ۱۹ آیات کی سورۃ مکمل کر دی جاتی ہے؟

متشکک غالباً یہ کہے گا کہ "یہ تو محض حُسنِ اتفاق ہے" یہ ہمیں

بھی ماننا ہی پڑے گا کہ اتفاقات مزدد دقوع پذیر ہوتے ہیں۔

لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ پہلی وحی کی پہلی پانچ آیات (سورۃ ۹۶:۱-۵) کے الفاظ بھی '۱۹' ہیں؟

یہ ہیں ۱۹ × ۱ = ۱۹

یہ کیسے ہوا؟ دوبارہ "حسنِ اتفاق"؟

وہ اُنیس الفاظ پورے ۷۶ حروف پر مشتمل ہیں، جو کہ ۱۹ کا حاصلِ ضرب ہے یعنی ۱۹ × ۴ = ۷۶ یہ کیسے ہوا؟

'حسنِ اتفاق'

اِس ۹۶ ویں سورۃ کا شمار اگر ہم قرآنِ پاک کی آخری سورت سے شروع کرکے کریں یعنی ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱..... تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب ہم ۹۶ ویں سورۃ پر پہنچتے ہیں تو یہ آخر سے ۱۹ ویں سورت بنتی ہے یہ کیسے ممکن ہوا کہ ۱۹ آیات کی یہ سورت آخر سے ۱۹ ویں مقام پر آ ملتی ہے؟

"حسنِ اتفاق" ہی صرف جواب موصول ہے

جو کوئی بھی کتاب لکھنا چاہے اُسے پہلے اپنے دماغ میں اِسے متشکل کرنا پڑتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی بیس سال تک یوں ہی بے پرواہی سے بلا ترتیب لکھتا چلا جائے اور تب اِن پرانی تحریروں کو نئے سرے سے ترتیب دیکر ایک کتاب کی شکل دینے کی کوشش کرے۔

ہم بحث کے لیے فرض کر رہے ہیں کہ اگر یہ کتاب (قرآنِ حکیم) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی ہے تو انھیں بھی دوسروں کی طرح اِس منصوبہ کا نقشہ بنانا پڑا ہوگا کہ،

"میں ایک ضخیم کتاب لکھنے والا ہوں اس
کام کو ختم کرنے کے لیے مجھے اپنی زندگی کے

۲۳ سال صرف کرنا پڑیں گے۔ مجھے آسان حوالوں اور اپنے پیروکاروں کے پڑھنے کے لیے کتاب کو ابواب (سورتوں) میں تقسیم کرنا ہوگا"

آیئے ہم فرض کرلیں کہ اُنھوں نے ۱۱۴ سورتیں مکمل کرنے کا فیصلہ کیا ۱۱۳ یا ۱۱۵ نہیں لیکن ۱۱۴ کیوں؟ کیونکہ یہ ۱۹ کا پورا پورا حاصلِ ضرب ہے (۱۱۴ = ۶ × ۱۹)

کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا تھا؟ "اے محمدؐ جو بھی یہ کہے گا کہ تم ہی قرآنِ مجید کے مصنف ہو، اُس کے اوپر ۱۹ کو مسلط کردوں گا"

ہاں تو یہ کیسے ہوا کہ قرآنِ مجید میں صرف ۱۹ × ۶ = ۱۱۴ سورتیں ہیں؟ جواب میں ہمارے فاضل مفکر اور نقاد کے پاس وہی فرسودہ لفظ ہے "حسنِ اتفاق" کیا اِس منظر کی وضاحت کے لیے اُس کی لغات میں اور کوئی لفظ نہیں ہے؟ ظاہر ہے کہ اُس کے پاس حقیقتاً کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔ آدمی کی سرشت میں ایک عارضہ یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے کی وضاحت کرنے سے قاصر رہتا ہے تو وہ ایک لفظ گھڑ لیتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کہ اُس نے مسئلے کا حل پیش کردیا ہے وہ ایک لفظ کے پیچھے پناہ لیتا ہے۔ کافر یہ جھوٹا الزام لگانے پر تیار رہتا ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کتاب کو لکھا لیکن وہ اِس بات کو اہمیت دینے پر تیار نہیں ہے کہ ۱۴۰۰ سال پیشتر یہ ناخواندہ صحرانشین کس طرح کاغذ اور پنسل کے بغیر ہی ریاضیاتی ترتیب کے ساتھ اِس کتاب کو مرتب کرنے میں لگا رہا۔

ہمارا پہلے ہی پانچ اتفاقات سے سابقہ پڑ چکا ہے چونکہ منکر اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس ناممکن

کو حاصل کر سکتے تھے [۳] اس لیے ہم نہایت فیاضی سے کام لیتے ہوئے ان تمام اتفاقات کو ساقط کر دیتے ہیں۔ ہم اس فیاضی کے متحمل ہو سکتے ہیں اور پھر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے ساتھ اس بات پر مزید اتفاق کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس بنیاد پر قرآنِ مجید کا مصنف ہونا ناممکن ہے تاہم ہم اس متنازعہ فیہ مسئلہ پر اس لیے زور دے رہے ہیں کہ دشمن ایک الزام لگاتا ہے لیکن اُس پر ڈٹے رہنے پر بھی تیار نہیں ہے۔

دوست اور دشمن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بات کے پکے تھے۔ اُن کی نبوت سے بہت پہلے اُن کے ہم قوم مشرکین نے اُنھیں **الصادق الوعد الامین** (راست باز۔ وعدہ کا ایفا کرنے والا۔ ایماندار اور قابلِ بھروسہ) کا اعلیٰ اور قابلِ رشک خطاب دے رکھا تھا اس لیے اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ادا کیے:

"اُن کے اوپر ہیں اُنیس"

"مَیں تمھیں انیس کے ساتھ حساب چکانے پر مجبور کر دوں گا"

یا "انیس تم پر لاگو ہو کر رہے گا"

تو یقیناً آپ اپنی دھمکی کو پورا کر کے رہیں گے۔ آؤ دیکھیں کہ

---

[۳] یعنی ایک طرف تو منکرینِ اسلام یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرآنِ مجید کے مصنف ہیں لیکن دوسری جانب اِس بات کا بھی انکار کرتے ہیں کہ ۱۹ کے عدد کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعوری طور پر قرآنِ پاک کی بنیاد بنایا اُن کے خیال میں یہ ناممکن ہے اِس لیے مذکورہ بالا پانچ جگہوں پر وہ لفظ "اتفاق" کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مترجم

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے کتنی بڑی حد تک جانے کے لیے مکلف سمجھا جاتا ہے۔

آئیے ہم فرض کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ سے کہا کہ:

"میری کتاب مکمل طور پر ایک منفرد کتاب ہوگی۔ نہ تو ماضی میں کوئی ایسی کتاب لکھی گئی اور نہ ہی مستقبل میں ایسی کتاب لکھی جائے گی۔ ایک ایسی کتاب جس کے ڈھانچہ کی بنیاد ریاضی پر ہوگی۔ میں ریاضی کا ایک مربوط اور پیچیدہ نظام وضع کرنے والا ہوں جو میری کتاب کو ہر قسم کی تحریف سے بچائے گا۔ میری مکمل کردہ کتاب کی سورتوں میں کوئی شخص اضافہ، حذف یا تحریف کرنے کے قابل نہیں ہوگا اور وہ نظام عدد ۱۹ پر قائم ہوگا"

اُنیس ہی کیوں؟

کیا یہ اس لیے ہے کہ ۱۹ ایک ایسا عدد ہے جس سے حساب کتاب کرنا آسان ہے؟

جی نہیں۔ یہ ضرب اور تقسیم کے لیے مشکل ترین اعداد میں سے ہے اس کے کوئی اجزائے ضربی نہیں ہیں۔ یہ اپنے متصلی عدد ۱۸ کی طرح نہیں ہے جو باآسانی ۲، ۳، ۶ اور ۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے اور نہ ہی یہ اپنے دوسرے متصلی عدد ۲۰ کی طرح ہے جو ۲، ۴، ۵ اور ۱۰ پر تقسیم ہو جاتا ہے ۱۹ ناقابلِ

عظیم ہے۔ ریاضی کی زبان میں یہ ایک منفرد عدد ہے اور یہ اِس لحاظ سے بھی منفرد عدد ہے کہ یہ ہمارے ریاضیاتی نظام کے سب سے چھوٹی قیمت والے ہندسہ 1 سے شروع ہوتا ہے اور ہمارے ریاضیاتی نظام کے سب سے بڑی قیمت والے ہندسہ 9 پر ختم ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ریاضیاتی نظام کا "الف" اور "ی" دکھائی دیتا ہے۔

شاید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 19 کا پہاڑہ ہزاروں تک جانتے تھے؟ (19 کو ہزاروں تک ضرب دینے کا جدول آپ کو یاد تھا) جبکہ مجھے معلوم ہے عظیم ریاضی دان آئن سٹائن 19 کے اضعاف کا جدول نہیں جانتا تھا۔ 19 کا پہاڑہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک جانتے تھے؟ جوں جوں ہم آگے چلیں گے ہمیں اس کا پتہ چلتا جائے گا کہ اگر ہم اِس بات پر اصرار کرتے چلے جائیں کہ قرآنِ پاک کے مصنف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ 19 کا پہاڑہ آپ لامحدود حد تک جانتے تھے۔

www.OnlyOneOrThree.com

باب ششم

حساب کتاب اور سیکڑے

قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اِس کتاب کو منفرد بنانے کے لیے حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم نے یقیناً اپنے آپ سے کہا ہوگا۔

میری کتاب کے پہلے فقرے میں **19** حروف ہونے چاہئیں۔ کتاب شروع کرنے کے لیے **19** حروف پر مشتمل فقرہ تلاش کر لینا ناممکنات میں سے ہے اٹکل پچو سے ایسا ہو جائے تو علیحدہ بات ہے۔ پیارے قاری! اگر آپ کو اور مجھے کتاب کا آغاز کرتے ہوئے اِس مشکل سے دوچار ہونا ہوتا تو یقیناً اپنے ذہن میں بے اختیار اُبھرنے والے فقرات پر اندازہ لگانا شروع کرتے۔

آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں۔ جب مَیں نے اِس مشکل کے ساتھ تجربہ کرنے کی کوشش کی تو جو فقرہ سب سے پہلے میرے ذہن میں آیا۔ وہ " پھُرتیلا بھُورا لومڑ سُست کتّے پر چھلانگ لگاتا ہے" تھا۔ مَیں نے جلدی سے حروف گنے افسوس وہ ۳۸ تھے (مصنّف کا اصل فقرہ THE QUICK BROWN FOX JUMPS OVER THE LAZY DOG: **۳۵** حروف پر مشتمل ہے)

یہ تو اصل عدد 19 سے بہت زیادہ دُور ہے۔

ایمانداری بہترین حکمتِ عملی ہے۔ HONESTY IS THE BEST POLICY. کے بارے میں کیا خیال ہے؟ افسوس یہ بھی **۲۵** (اصل تحریر ۲۲) حروف بنتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ONCE UPON A TIME.

با بے بلیک کالی بھیڑ BA BA BLACK SHEEP.
یہ بھی 19 حروف پر مشتمل نہیں ہے۔

آپ صرف اپنے سادہ خیالات لکھیں اور اُن میں آنے والے حروف کو گنیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں اپنی ان دماغی لہروں کی منطقی وضاحت کر سکتا ہوں اور آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ بھی یہ تجربہ کرنے کی کوشش کریں لیکن اِس کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ شاید آپ اپنی پوری زندگی میں ایسے 19 حروف تلاش نہ کر سکیں جن سے آپ اپنی کتاب شروع کرنا چاہتے ہوں لیکن ہمارے مصنف (؟) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہرِ مقصود پالیا اور آپ کا تیر نشانے پر لگا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم آپ کو نابغوں کا نابغہ GENIUS OF GENIUSES. سمجھتے ہیں۔

آپ نے شروع کیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حروف کو گنیں وہ پورے انیس ہیں یعنی 19 = 1 × 19
میں نے آپ کے لیے گننا آسان کر دیا ہے (ملاحظہ فرمائیے نقشہ نمبر ۲)
ازراہِ کرم مزید آگے بڑھنے سے پہلے آپ اِس حقیقت کی تصدیق فرمالیں یہ کیسے ہو گیا؟

منکرِ خدا، مادہ پرست دوست بلا سوچے سمجھے کہتا ہے۔

"اتفاق"

چونکہ ہم پہلے پانچ اتفاقات کو ختم کر ہی چکے ہیں لہٰذا ہم اپنے دوست سے متفق ہو جاتے ہیں کہ یہ "اتفاق" پہلی دفعہ ہی وقوع پذیر ہوا ہے لیکن کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا

اُس کے اوپر ہیں اُنیس

یعنی تم پر انیس مسلط کر دیا جائے گا۔ یقیناً تمہارا ۱۹ کے ساتھ معاملہ ہوگا لیکن کافر کی دلیل ہے:

"ہاں آپؐ نے کہا لیکن یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی (؟) دھمکی کا اِس حد تک لفظی طور پر مطلب نہیں لیتے۔"

فرض کیجیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (؟) نے اپنے آپ سے مزید کہا ہوگا:

"انیس حروف کے ساتھ یہ پہلا فقرہ میرے لیے بہت آسان تھا۔ اب میرے پیش نظر جو کام ہے وہ یہ ہے کہ میں دھیان رکھوں گا کہ میرے اِس پہلے فقرے کا ہر حرف میری کتاب میں اتنی دفعہ دہرایا جائے کہ وہ ۱۹ کا پورا پورا حاصل ضرب ہو۔"

کیا ہمارے مصنف (؟) نے اِس حیرت انگیز کام میں کامیابی حاصل کی؟ اسی کی تصدیق کے لیے ہمیں قرآنِ پاک کو کمپیوٹرائز[1] کرنا پڑے گا۔ ہمارے پاس نہ تو وقت ہے اور نہ ہی صبر کہ بار بار قرآنِ پاک کو شروع سے آخر تک کھنگالیں تاکہ ہر لفظ اور ہر حرف کو گن سکیں۔ اسی لیے آئیے ہم کمپیوٹرائزڈ

---

[1] ڈاکٹر خلیفہ راشد نے قرآنِ پاک کو پہلے ہی سے کمپیوٹرائز کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب THE PERPETUAL MIRACLE OF MUHAMMAD. کا مطالعہ کیجیے۔

ملنے کا پتہ: ISLAMIC PRODUCTIONS 3937 PIMA STREET TUCSON AZ 85712 U.S.A.

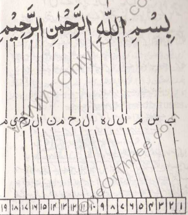

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

اور اس کے اوپر ہیں انیس

19

(قرآن ۷۴ : ۳۰)

نقشہ نمبر ۶

COMPUTORIZED اعداد و شمار کو جانچیں (دیکھئے نقشہ نمبر ۷)

پہلا لفظ **اِسم** (بمعنی نام) قرآنِ پاک میں صرف ۱۹ دفعہ آیا ہے۔ (۱۹ × ۱ = ۱۹) یہ کیسے ہُوا؟ کافر نا معقولیت سے کہتا ہے **"اتفاق"**۔ اتفاقات کی ہماری نئی فہرست میں یہ اب دوسرا اتفاق ہے آپ کی اتفاقات کی فہرست میں پہلی بار یہ ممکن تھا لیکن دوسری بار یقیناً غیر ممکن ہے۔ تاہم آئیے ہم کمپیوٹر سے پوچھ لیتے ہیں کہ لفظ **اللّٰہ** قرآنِ پاک میں کتنی دفعہ آیا ہے۔ ایک لحظہ میں جواب ملتا ہے ۲۶۹۸ بار۔ اپنا کیلکولیٹر نکالیے اور ۲۶۹۸ کو ۱۹ سے تقسیم کیجئے۔ جواب آئے گا ۱۴۲ (۱۴۲ × ۱۹ = ۲۶۹۸) یہ کیسے ہُوا؟ دوبارہ "اتفاقاً"؟ **!ل** آپ کو یہ نظر نہیں آتا کہ یہ نا ممکن ہونا شروع ہو گیا ہے؟

آئیے ہم اگلا لفظ **اَلرَّحمٰن** (نہایت ہی مہربان) دیکھتے ہیں کہ کتنی بار آیا ہے جواب ملتا ہے ۵۷ بار۔ (۱۹ × ۳ = ۵۷) یہ کیسے ہُوا؟ ہاں پھر یہ کیسے ہو گیا؟ اسے یقیناً ایک معجزہ ہونا چاہیئے!

اگلا لفظ **اَلرَّحِیم** (نہایت ہی رحم فرمانے والا) کتنی بار آیا ہے؟ جواب ہے ۱۱۴ بار (۱۹ × ۶ = ۱۱۴) یہ کیسے ہوا؟ بے کیف جواب ملتا ہے۔ (دیکھئے حاشیہ نقشہ نمبر ۷)

" اِ - ت - ف - ا - ق - ا "

لیکن اِس دفعہ جواب مشکل ہی سے سنائی دیتا ہے۔ اِن اتفاقات کی اتنی بڑی تعداد پہلے ہی **معجزے** سے بڑھ گئی ہے۔ یہ کسی انسان حتّیٰ کہ حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے بس کی بھی بات نہیں ہے۔

آخری لفظ "**اَلرَّحِیم**" ۱۱۴ یار آیا ہے اور قرآنِ پاک کی سورتوں کی تعداد بھی یہی ہے۔ نہایت اچھی طرح ہر سورت کے بدلے ایک بار **اَلرَّحِیم** یعنی ہر **سورۃ** کے لیے انتہائی رحم فرمانے والا۔ یہ سمجھنے کے لیے کسی

www.OnlyOneOrThree.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

درج بالا فارمولا کا ہر لفظ جتنی بار قرآن مجید میں آیا ہے۔ اُس کی صحیح تعداد یہ ہے:

اِسۡمِ	۱۹ × ۱ = ۱۹ بار
اللّٰہِ	۱۹ × ۱۴۲ = ۲۶۹۸ بار
الرَّحۡمٰنِ	۱۹ × ۳ = ۵۷ بار
الرَّحِیۡمِ	۱۹ × ۶ = ۱۱۴ بار

عَلَیۡہَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ

۳۰۔ عَلَیۡہَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ (سورۃ ۷۴، آیت ۳۰) اُس کے اوپر ہیں اُنیس
(نقشہ نمبر ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن پاک کی ۱۱۳ سورتوں (سوائے سورۃ توبہ) کے آغاز میں درج ہے لیکن قرآن پاک کے متن میں صرف سورۃ نمل کی آیت نمبر ۳۰ میں درج شدہ بسم اللہ الرحمن الرحیم شامل ہے (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۰) اس طرح قرآن مجید میں جو الفاظ اسم ۱۹ بار، اللہ ۲۶۹۸ بار الرحمن ۵۷ بار اور الرحیم ۱۱۴ بار آئے ہیں ان میں سورۃ نمل کی آیت نمبر ۳۰ کے الفاظ اسم، اللہ، الرحمن اور الرحیم ایک ایک دفعہ شامل ہیں (مترجم)

غیر معمولی ذہانت کی ضرورت نہیں ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام کام تعلیم۔ کاغذ۔ قلم۔ کمپیوٹروں اور کیلکولیٹروں کے بغیر کبھی نہ کر سکتے تھے۔

لیکن پھر بھی منزل من اللہ کتاب کو مستند ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت ہونا چاہیئے۔ ہر مستند دستاویز اپنے ماخذ کی مُہر لیے ہوتی ہے۔ سپریم کورٹ کا سمن یا حکم نامہ عدالت پر صریح مُہر ثبت ہوتی ہے۔ پاسپورٹ پر اُس کی اپنی مُہر نقش ہوتی ہے تاکہ کوئی فریب کاری سے کوئی دوسری تصویر اُس پر بدل کر نہ لگا سکے۔ قرآنِ پاک کو یہ منوانے کے لیے کہ یہ خدائی پیغام ہے خدائی مُہر کا حامل ہونا چاہیئے اور وہ مُہر اِس میں موجود ہے اور وہ مُہر ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خواہ یہ مُہر اوپر تحریر کردہ سیدھی سطر کی صورت میں ہو یا نقشہ نمبر ۸ میں دیے گئے **مونوگرام** کی شکل میں (یہ مُہر لکڑی۔ ربڑ یا دھات کی بنائی جاسکتی ہے) قرآنِ پاک کی ۱۱۴ سورتوں کے لیے ۱۱۴ مُہریں ہونی چاہئیں اب عربی زبان سے نابلد شخص بھی خدا کی اِس مُہر کو قرآنِ مجید کی ہر سُورت کے آغاز میں پہچاننے کے قابل ہو جائے گا لیکن یہ بات عجیب دکھائی دے گی کہ قرآنِ پاک کی سورۃ نمبر ۹ پر یہ مُہر موجود نہیں ہے (دیکھیے نقشہ نمبر ۹)

اِس سے ایک مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآنِ پاک کی ۱۱۴ سورتیں ہیں اور مہریں صرف ۱۱۳ بنتی ہیں اور ۱۱۳ انیس کا حاصلِ ضرب نہیں ہے پھر بھی مصنّف کی موجودہ تفصیلی آگاہی کے مطابق تمھارا سابقہ ۱۹ سے ہے۔

۳۰۔ عَلَیْہَا تِسْعَۃَ عَشَرَ

اُس کے اوپر ہیں انیس

۱۱۴ سورتیں

۱۱۴ مہریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بہت رحم فرمانے والا ہے

لیکن سورۃ نمبر ۹ کا کیا معاملہ ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(نقشہ نمبر ۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ← ملاحظہ کیجئے ایک ہی استثنائی صورت

سورۃ توبہ	١

؟ ؟ ؟ ؟ ؟

١- بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ
اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

١- صاف جواب ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے
ان مشرکین کو جن سے آپ نے معاہدے کیے تھے

٢- فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ
وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝

٢- پس تم چار مہینے اس ملک میں چل پھر لو اور جان لو کہ
تم اللہ تعالےٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ کہ
اللہ تعالےٰ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

٣- وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ
يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ
اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ
رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

٣- اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اطلاع عام ہے تمام
لوگوں کیلئے حج اکبر کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول
مشرکین سے بری الذمہ ہے۔ اب اگر تم لوگ توبہ
کر لو تو تمہارے لیے ہی بہتر ہے اور اگر انکار کرتے ہو
تو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ تعالےٰ کو عاجز کرنے والے
نہیں ہو اور اے نبی کافروں کو سخت عذاب کی خوشخبری سنا دو

↓ ↓ ↓

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ●

اب صورت حال یہ ہے کہ سورتیں ۱۱۴ ہیں اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۱۱۳ ہیں اور ۱۱۳ انیس کا حاصل ضرب نہیں ہے۔ (عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ)
اس کے اوپر ہیں انیس۔ جواب کے لیے نقشہ نمبر ۱۰ ملاحظہ کیجئے۔

نقشہ نمبر ۹

www.OnlyOneOrThree.com

کرتب خواہ جسمانی ہوں یا ہوائی جہازوں کے۔ غوطہ خوری کے ہوں یا حسابی مسائل کے۔ ان سب میں کسی عمل کی شکل پر روانی سے قابو پانا ہی خوبصورتی یا جمالیاتی قدر کہلاتی ہے۔ ایک مسئلہ پیدا کرو اور پھر اس مسئلہ کو حل کرو لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ سورۃ نمبر ۹ میں یہ مسئلہ پیش کیسے آیا؟

آپ جانتے ہیں سورۃ نمبر ۹ کو **سورۃ توبہ** کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے ندامت یا پشیمانی۔ یہ اُن مشرکین کو دیا گیا ایک اعلانِ جنگ ہے جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ ماضی میں کیے گئے ایک باضابطہ معاہدے کو تازہ تازہ توڑا تھا۔ نقشہ نمبر ۹ میں آیت نمبر ۳ کے خاتمے پر غور کیجیے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — اور کافروں کو خوشخبری دے

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ — دو ایک دردناک عذاب کی۔

جب مالکِ کائنات کسی آیت میں اِس طرح کی سخت تنبیہہ فرماتے ہیں تو علماء و مفسرین کے نزدیک اسی آیت کو فضلِ ربّی اور اُس کی رحمت و عفو کی کریمانہ دُعا کے ساتھ شروع کرنا کچھ مناسب نہیں لگتا۔ انسانی تعلقات میں یہ عام دستور ہے کہ جب ایک فریق یک طرفہ طور پر کسی عہد و پیمان یا معاہدے کو توڑ دے تو ناراض فریق تنبیہہ کرتے وقت یا الٹی میٹم دیتے وقت پہلے لُطف و کرم کا اظہار نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی اِس طرح تنبیہہ نہیں کرتا۔

"میں ایک بہت رحمدل، عالی ظرف اور مخیّر شخص ہوں........ لیکن اگر تم نے میری چادر واپس نہ کی تو میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔"

سورۃ توبہ کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نہ لکھنے کی یہ نہایت معقول اور منطقی وضاحت ہے مگر اس سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اب سورتیں تو ہیں ۱۱۴ اور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہیں ۱۱۳۔

قصہ مختصر ہمارے پاس ایک مُہر کی کمی ہے۔ ہمارا مصنف (اللہ تعالےٰ نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس حقیقت سے غافل نہ تھا۔ دیکھئے وہ اپنی خود پیدا کردہ مشکل کو کیسے حل کرتا ہے۔ بعینہٖ ایک ماہر ریاضی دان کی طرح جو خود ہی ایک مسئلہ پیدا کرے تاکہ پھر اُس کو حل کر کے اپنی قابلیت سے ہمیں مبہوت کر دے۔

www.OnlyOneOrThree.com

باب ہفتم

کوئی انسانی مصنّف تھا ہی نہیں

ہمارا مصنّف (اللہ تبارک تعالےٰ) قرآنِ پاک کی ستائیسویں سورت ۔ النمل ۔ کی آیت ۲۹ (نقشہ نمبر ۱۰ دیکھیے) میں نہایت لطیف انداز میں دانا سلیمان اور ملکۂ سبا بلقیس کا قصہ پیش کرتا ہے ۔ سلیمان علیہ السلام دُنیوی طور پر ہی دانا نہ تھے بلکہ خدائی ہدایت یافتہ پیغمبر بھی تھے ۔ اُن کی نزدیکی سلطنت میں مہذب لوگوں پر ایک رحمدل ملکہ حکومت کرتی تھی لیکن وہ اور اُس کی رعایا مشرکین تھے عقیدہ کے لحاظ سے وہ آفتاب پرست تھے ۔ سلیمان علیہ السلام ایک کریمانہ خط ملکہ اور اُس کی رعایا کی روحانی بہبود کے لیے لکھتے ہیں ۔ ملکہ خط وصول کر کے اُس کی خوب تکریم کرتی ہے لیکن وہ اللہ کے دین کی طرف حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت کو اپنی رعایا کے لوگوں سے خوش دلی کے ساتھ کس طرح قبول کروائے ؟ وہ اپنی قوم کی نفسیات سمجھتی ہے ۔ اگر ایک دفعہ اس قوم کے سردار اس دعوت کو رَد کر دیتے ہیں تو اُسے اُن سے دوبارہ ہاں کہلوانا ناممکن ہو جائے گا ۔ اِسی لیے وہ ایک دربار منعقد کر کے اپنے وزراء کو بلاتی ہے اور انھیں خطاب کرتی ہے ۔

۲۹۔ کہنے لگی ۔ اے سردارو مجھے ایک والا نامہ موصول ہُوا ہے ۔

۳۰۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور یہ " شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے " سے شروع ہوتا ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے

طٰسٓ

تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ — یہ آیات قرآن اور کتاب مبین کی

... قَالَتۡ یٰۤاَیُّہَا الۡمَلَؤُا — کہنے لگی اے سردارو

اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیۡمٌ ۝ — مجھے ایک والا نامہ موصول ہوا ہے

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ — یہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے

وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اور یہ "شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے" سے شروع ہوتا ہے۔

اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَ اۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ۝

(اور اس کا مضمون یہ ہے کہ) میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس (خدا کے) فرمانبردار بن کر آؤ۔
القرآن ۲۷ : ۲۹-۳۱

اس طرح آیت نمبر ۳۰ میں

(الف) ۱۱۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ کی مہریں
(ب) ۱۹ الفاظ اسم
(ج) ۲۶۹۸ الفاظ اللہ
(د) ۵۷ الفاظ الرحمٰن اور (ر) ۱۱۴ الفاظ "الرحیم" پورے ہو گئے۔

عَلَیۡہَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ ؕ اس کے اوپر ہیں انیس

نقشہ نمبر ۱

www.Only1Or3.com

(اور اس کا مضمون یہ ہے)

میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس (خدا کے)
فرمانبردار بن کر آؤ۔

(القرآن ۲۷ : ۲۹-۳۱)

عظیم ذہانت کی ایک ماہرانہ جنبش سے ہمارا **مصنّف**

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

سورۃ کے درمیان میں شامل کر کے ۱۱۴ مُہروں کو مکمل کرنے کے اپنے کام کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔ (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۰) ساتھ ہی ساتھ صرف ان تین آیات میں وہ اپنے بہت سے دوسرے مقاصد کو بھی پورا کر لیتا ہے۔

۱۔ وہ ۱۱۴ ویں مُہر حاصل کر لیتا ہے تاکہ قرآنِ پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں ہر ایک کے لیے ایک مُہر تقسیم ہو سکے۔

۲۔ اِس مقام پر وہ دوبارہ دنیوی خداؤں کو ایک سبق سکھاتا ہے کہ وہ متکبّر اور مغرور نہ بنیں۔ اگر وہ حکمران بھی ہوں تب بھی انھیں اپنے معاملات **باہمی مشاورت** (القرآن ۴۲ : ۳۸) سے طے کرنے چاہئیں اور یہ کہ وہ اپنے ماتحتوں کو **پیغام** قبول کر لینے کے لیے ذہنی طور پر تیار کریں۔

۳۔ جب بھی تم لکھو تو اپنے **رحمٰن و رحیم،** **اللّٰہ** کی موجودگی کا احساس رکھتے ہوئے لکھو جو کہ ہمیشہ تمہارے پوشیدہ خیالات اور مقاصد کو جانتا ہے۔

۴۔ جب کوئی دنیوی حکمران دوسرے حکمران کو کوئی تحریر بھیجے اور لکھنے والا

خواہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اور پیغام بھی کتنا ہی مقدس کیوں نہ ہو اُسے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر نہایت انکسار کے ساتھ پیغام لکھنا چاہیئے۔

۵۔ یہ سب کچھ کرتے ہوئے ہمارے **مصنف** نے

(i) قرآنِ کریم کے **۱۹** الفاظ **اِسْم**

(ii) قرآنِ کریم کے **۲۶۹۸** الفاظ **اللّٰہ**

(iii) قرآنِ کریم کے **۵۷** الفاظ **الرَّحْمٰنِ**

(iv) قرآنِ کریم کے **۱۱۴** الفاظ **الرَّحِیْمِ**

بھی پورے کر لیے۔ (دیکھئے حاشیہ نقشہ نمبر ۷)

محولہ بالا آیت **۳۰** کے درمیان کی اِس ایک **مہر** کے بغیر مذکورہ بالا تمام الفاظ ایک ایک کم ہوتے (اور تمام **۱۹** سے پورے پورے تقسیم نہ ہو سکتے) کیونکہ سورۃ نمبر ۹ کی ایک مکمل مُہر ہی کم ہے۔

اب تک جو کچھ ہم نے دیکھا ہے کے باوجود ذرا تصور کیجئے کہ چودہ صدیاں پہلے کا ایک صحرا نشین جو روایتی طور پر تعلیم یافتہ نہ تھا، کاغذ قلم کے بغیر **۲۳** سال تک اپنے دماغ میں قرآن پاک کے صرف ہر لفظ اللہ کا ہی ریکارڈ کیسے رکھ سکتا ہے اور تب "ساتویں دن آرام کرتے ہوئے" جب اُس کو پتہ چل گیا کہ **۲۶۹۸** انیس کا صحیح حاصلِ ضرب ہے تو وہ مطمئن ہوگیا۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ کیا ہے تو یقیناً آپ کو اپنی زندگی میں کوئی اور کام نہ رہا ہوگا اور تمام کا تمام وقت آپ نے اپنی ریاضیاتی مساواتوں کو حل کرنے کے لیے ہی استعمال کیا ہوگا۔ اِس کے برعکس آپ تاریخ انسانی کے مصروف ترین انسان تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف النوع مصروفیات پر نظر ڈالنے کے لیے صفحہ [illegible] پر دیے ہوئے [illegible]

عربی کے حروف تہجّی

ا	ب	ت	ث	ج
ح	خ	د	ذ	ر
ز	س	ش	ص	ض
ط	ظ	ع	غ	ف
ق	ک	ل	م	ن
	و	ھ	ی	

RSION
tzone.com

۱۴ حروف جو بطور حروف مقطّعات
استعمال ہوتے ہیں

ا	ل	م	ر	ک
ھ	ی	ع	ص	ط
س	ق	ن	ح	

یہ تعداد عربی حروفِ تہجّی کا عین نصف ہے

(نقشہ نمبر ۱۲)

کے اقتباسات پڑھیے۔ آپ کے مشرک ہم وطن آپ کی اصلاحات کی نہایت شدت سے مخالفت کر رہے تھے۔ یہودی۔ عیسائی اور مدینہ کے منافقین تمام آپ کو اور آپ کے مذہب کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے تھے۔ مصروفیات کے اِس اژدحام کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہونے کے سبب کیا آپ کے پاس کوئی ایسا فارغ وقت ہوتا تھا جب آپ بیٹھ کر گنتی کے مشکل مسائل پر توجّہ دے سکتے؟ آخر کوئی شخص کس حد تک مانتا چلا جائے کیا یہ تمام **اتفاقات** ہی تھے؟

ابھی تک ہم نے بمشکل ہی حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کے ریاضیاتی عجائب کو چھُوا ہے۔ آپؐ (؟) کی کتاب۔ قرآن۔ کئی اعتبار سے منفرد ہے۔ میں ایک عامی ہونے کے باوجود آپ کو خدا کی اِس کتاب کی درجن بھر انفرادیتیں گنوا سکتا ہوں۔ ایک عالم یقیناً آپ کو اور زیادہ بتا سکے گا چونکہ یہاں ہم ریاضیاتی پہلو سے بات کر رہے ہیں آیئے ذرا ہم اس کی تفصیل میں چلیں۔

روئے زمین پر قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے چند ابواب کے شروع میں کچھ **مخفّف** یا کوڈ[1] (CODE) حروف آتے ہیں جنھیں عربی میں مقطعات کہتے ہیں۔ اِن مخفّف / کوڈ حروف کا کوئی ظاہری مطلب دکھائی نہیں دیتا۔

عربی کے **۲۸** حروف تہجّی کی عین نصف تعداد اِن قرآنی مخفّف حروف کے لیے استعمال ہُوئی ہے (دیکھیئے نقشہ نمبر ۱۲)

یہ **۱۴** حروف **۱۴** مختلف مجموعے بنانے میں استعمال ہُوئے ہیں (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۳)

---

[1] کوڈ حروف۔ خفیہ معانی والے حروف

www.OnlyOneOrThree.com

۱۴ حروف

ا	ل	م	ر	ک
ھ	ی	ع	ص	ط
س	ق	ن	ح	

یہ ۱۴ حروف ۱۴ مختلف مجموعے بنانے میں
استعمال ہوئے ہیں

الٓمٓ   حٰمٓ   الٓرٰ   الٓمٓرٰ

طٰسٓ   طٰسٓمٓ   یٰسٓ

کٓھٰیٰعٓصٓ   الٓمٓصٓ   صٓ

قٓ   حٰمٓ عٓسٓقٓ   نٓ   طٰهٰ

(نقشہ نمبر ۱۳)

www.OnlyOneOrThree.com

حروفِ مقطعات ۲۹ سورتوں میں دہرائے گئے ہیں

حروف	سورتیں
الٓمٓ	2, 3, 29, 30, 31, 32
حٰمٓ	40, 41, 42, 43, 44, 45, 46
حٰمٓ عٓسٓقٓ	(42)
قٓ	50
طٰسٓمٓ	26, 27, 28
طٰسٓ	(27)

حروف	سورتیں
الٓرٰ	10, 11, 12, 13, 14, 15
الٓمٓرٰ	(13)
صٓ	38
الٓمٓصٓ	7
کٓھٰیٰعٓصٓ	19
نٓ	68
طٰهٰ	20
یٰسٓ	36

(نقشہ نمبر ۱۴)

www.Only1Or3.com

۱۴ حروف

ا	ل	م	د	ك
ه	ي	ع	ص	ط
س	ق	ن	ح	

۱۴ مجموعے

الٓمٓ	حٰمٓ	الٓرٰ	الٓمٓرٰ
طٰسٓ	طٰسٓمٓ	يٰسٓ	نٓ
كٓهٰيٰعٓصٓ	الٓمٓصٓ	صٓ	
قٓ	عٓسٓقٓ	طٰهٰ	

۲۹ سورتیں

2	3	7	10	11	12	13	14
15	19	20	26	27	28	29	30
31	32	36	38	40	41	42	43
44	45	46	50	68	•	•	•

۱۴ + ۱۴ + ۲۹ = ۵۷ (۳×19)

۳۰۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ؀

اور اُس کے اوپر ہیں اُنیس

نقش نمبر ۱۵

www.OnlyOneOrThree.com

یہ ۱۴ مختلف مجموعے قرآنِ مجید کی ۲۹ سورتوں میں دُہرائے گئے ہیں (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۴) اگر ہم ۱۴ حروف ۱۴ مجموعوں اور ۲۹ سورتوں کو جمع کریں تو ہمارے پاس کل مجموعہ ۵۷ آتا ہے جو کہ ۱۹ کا ایک صحیح حاصلِ ضرب ہے (۱۹ × ۳ = ۵۷) (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۵) یہ کیسے ہُوا؟ پھر اتفاقاً؟ براہِ کرم!

اگر ہم نقشہ نمبر ۱۳ پر دوبارہ نگاہ ڈالیں تو ہمیں فوراً مشاہدہ ہوگا کہ یہ چودہ مختلف مجموعے ایک تا پانچ حروف پر مشتمل ہیں۔ معائنے کے لیے "ایک" حرف والی سورۃ لینے سے ہمارا واضح انتخاب سورۃ ۶۸ بنتی ہے جو اپنی روایتی گنتی کے لحاظ سے مخفف حروف والی آخری سورۃ ہے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی جانے والی حروفِ مقطعات والی یہ پہلی سورۃ تھی۔ اس سورۃ القلم کے شروع میں حرف ن آیا ہے۔ اِس قرآنی مخفف کی عالمانہ وضاحت کے لیے آپ عبداللہ یوسف علی کی تفسیر کا حاشیہ ع۵۵۹۲ دیکھ لیں (یا کوئی اور تفسیر بھی زیرِ مطالعہ لائی جا سکتی ہے جس میں حروفِ مقطعات کی وضاحت کی گئی ہو) لیکن چونکہ ہمیں قرآنِ مجید کی معجزانہ صفات کی دریافتوں کے لیے عدد ۱۹ ایک آسان کلید کی صورت میں مِلا ہے کیوں نہ ہم اِس سورۃ میں حرف ن کو گننے کی کوشش کریں جو کہ اِسی سورت میں پہلا حرف ہے جواب ۱۳۳ ن ہے اِسے ۱۹ سے تقسیم کیجئے۔ کیلکولیٹر سے مدد بھی لی جا سکتی ہے جواب ۷ آئے گا۔ یعنی ۱۹ × ۷ = ۱۳۳ (دیکھیے نقشہ نمبر ۱۶)

لیکن جناب میری بات پر اعتبار نہ کیجئے۔ آپ خود گن دیکھیے۔ ایسا کرنے سے آپ کو رُوحانی خوشی ہوگی۔ آپ کے پانچ منٹ بھی نہ صرف ہوں گے۔ یہ کیسے ہے کہ ۱۳۳ ن پھر ۱۹ کا صحیح حاصلِ ضرب ہیں؟ + میں آپ کو جواب دینے کی مشقت میں نہ ڈالوں گا۔

ن

سورۃ نمبر ٦٨

سورۃ قلم یا سورۃ ن

سورة القلم مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ①	نٓ۔ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔
مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ②	تم اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہو۔
وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③	اور یقیناً تمھارے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④	اور بلاشبہ تم اخلاق کے بہت اونچے مرتبے پر ہو۔

اس پوری سورۃ مبارکہ میں ۱۳۳ نون آئے ہیں

133 ن = 19 X 7

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ — اُس کے اوپر ہیں اُنیس

القرآن ٧٤ : ٣٠

(نقشہ نمبر ١٦)

جیسا کہ آپ کو نقشہ نمبر ۱۴ کے مشاہدہ سے پتہ چلے گا کہ وہاں دو اور سورتیں بھی ہیں جو ایک ایک حرف سے شروع ہوتی ہیں وہ ہیں سورۃ ق اور سورۃ ص جن کے نمبر شمار بالترتیب ۵۰ اور ۳۸ ہیں

سورۃ ۵۰ اور سورۃ ۴۲ دو مزید ایسی سورتیں ہیں جن میں ق مشترک نسب نما کے طور پر آیا ہے۔ سورۃ ۵۰ شروع ہی ق سے ہوتی ہے اور اس کا نام بھی ق ہی ہے (دیکھئے نقشہ ۱۷)

اور سورۃ الشعراء کے شروع میں پانچ حروف حٰمٓ ، عٓسٓقٓ یہ کا مجموعہ آتا ہے۔ جن کا آخری حرف ق ہے (نقشہ نمبر ۱۸ دیکھئے)

اگر ہم ح اور م اور ع اور س اور ق کو جمع کریں تو ہمارے پاس بڑا مجموعہ ۵۷۰ آتا ہے اور یہ ۱۹ کا پورا پورا حاصل ضرب ہے۔ (۵۷۰ = ۳۰×۱۹)۔ ہمارا مصنف پھر صحیح نتیجے پر پہنچا ہے۔ یہ مشکل ہو رہا ہے۔ سرکس کی طرح ایک ہی وقت میں پانچ گھوڑوں پر سواری کرنے کی کوشش کیوں کریں جبکہ ہم ایک پر سواری کی بھی مہارت نہیں رکھتے۔ اس لیے آئیے ہم فی الحال صرف ایک حرف ق تک محدود رہیں۔ ق دونوں سورتوں (۴۲ اور ۵۰) کے مشترک نسب نما کے طور پر آیا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ یہاں ہم خالصتاً ظاہری حقائق سے سروکار رکھے ہوئے ہیں جن کی تصدیق کوئی بھی آنکھوں سے دیکھ کر گنتی کر لینے کی اہلیت رکھنے والا کر سکتا ہے کہ یہ کتاب انسانی تخلیق نہیں ہے۔ اس مبہوت کن حقیقت کے مشاہدے کے لیے آپ کو عربی زبان جاننے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ کسی قسم کے اندازے۔ تاویل یا وضاحت کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ صرف **دو نقطوں والے ایک سر "ق"** کو دیکھئے۔ ان سروں کو گن لیجئے سورۃ ۵۰

ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	سورۃ نمبر ۵۰ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے
۱- قٓ	ق
وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝	اور قسم ہے قرآن مجید کی
۲- بَلْ عَجِبُوْٓا	بلکہ انھیں تعجب ہوا
اَنْ جَآءَهُمْ	آیا ان کے پاس
مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ	انھیں میں سے ڈر سنانے والا
فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ	پھر کافر کہنے لگے
هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝	یہ تو عجیب بات ہے.

سورۃ قٓ کے تمام ق گنیں۔ ق کی گنتی کے لیے آپ کا عربی زبان سے واقف ہونا ضروری نہیں۔ یہ بہت آسان ہے کیا آپ دو نقطوں والے سر " ق " کو پہچان سکتے ہیں۔

قَالَ فَقَالَ اَلْقُرْاٰنُ قُلْ

نقشہ نمبر ۱۷

ق

سورۃ الشوریٰ — سورۃ نمبر ۴۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور بڑا رحم کرنیوالا ہے۔

حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ — ح۔ م۔ ع۔ س۔ ق

کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ — اسی طرح تیری طرف وحی بھیجتا ہے

وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ — اور جو تجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ ان لوگوں (رسولوں) کی طرف (وحی بھیجتا رہا ہے)

اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ — اللہ زبردست حکمتوں والا

سورۃ ۴۲ حٰمٓ عٓسٓقٓ اور سورۃ نمبر ۵۰ قٓ میں ق مشترک نسب نما کے طور پر آیا ہے۔

سورۃ نمبر ۴۲ میں ق ۵۷ (۱۹ × ۳) بار

اور سورۃ نمبر ۵۰ میں ق ۵۷ (۱۹ × ۳) بار

اور دونوں ق والی سورتوں میں ۱۱۴ (۱۹ × ۶) بار آیا ہے۔

اور یہ کافی معقول دلیل ہے کہ

ق سے مراد قرآن ہے

قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک باب

نقشہ نمبر ۱۸۔

میں ایسے ۵۷ = (۳ × ۱۹) **سر** ہیں۔ اور سورۃ ۴۲ میں بھی ۵۷ = (۳ × ۱۹) ایسے **سر** ہیں۔ کیا یہ انسانی یا میکانی طور پر (MECHANICALLY) ممکن ہے؟ ہم الیکٹرونی کمپیوٹر سے یہ سوال بعد میں کریں گے۔

درج بالا **ق** والی دونوں سورتوں میں **ق** ۱۱۴ بار (۱۱۴ = ۶ × ۱۹) آیا ہے۔ یہ کافی معقول مفروضہ ہے۔ **ق** قرآن کو ظاہر کرتا ہے ویسی ہی یہ بات ہے کہ یہاں **ق** کی تعداد ۱۱۴ ہے اور یہی قرآنِ پاک کی سورتوں کی صحیح تعداد ہے ان میں سے ہر ایک کے لیے اور سب کے لیے ایک قاف۔ دوسرے لفظوں میں المصنّف ہمیں بتا رہا ہے کہ ہر ایک سورت قرآن ہے پورے قرآن کے سوا کچھ نہیں۔ تمام قرآن ہی قرآن ہے۔

اِن دونوں سورتوں میں اِن قافوں کو گننے کے لیے آپ کو چند منٹ درکار ہیں۔ قرآنِ پاک کی معجزانہ صفت کو آپ یقیناً محسوس کریں گے۔ میں حفاظِ کرام سے کہتا ہوں کہ اپنی دماغی یاد داشت سے کام لیتے ہوئے اِن **ق** کو گن دیکھیں کہ کیا آپ صحیح مجموعے تک پہنچے ہیں؟ اگر آپ بار بار کوشش کر کے بھی صحیح گنتی میں ناکام ہو جائیں تو پھر قرآن مجید سے دیکھ کر گنیں۔ تب آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ کتنا حیرت انگیز کمال ہے۔ اگر ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گنتی اور حساب کتاب کیا ہوگا تو لازماً انھوں نے یہ اپنے ذہن میں ہی کیا ہوگا کیونکہ آپ اُمّی تھے (قرآن کریم ۷ : ۱۵۷)

اگر کوئی شخص بحد غیر معمولی ذہانت کا حامل (SUPER GENIUS) ہو تو بھی اِس طرح کے کام کے دوران میں اُسے کچھ مشکلات پیش آئیں گی۔ اصل مصنّف کو ایسی کوئی مشکل پیش نہیں آئی لیکن قبل اس کے کہ کوئی شخص جھٹ سے اصل نتیجہ

پر پہنچے کہ یہ غیر معمولی **اتفاق** ہے یا یہ کہ کسی روحانی کمپیوٹر نے سب کچھ کر لیا ہے۔ وہ ہمیں یہ باور کروانے تک اپنے **راستہ** سے ہٹ جائے گا کہ اس کام میں انسانی ذہن سے ماورا ذہن نے حصہ لیا۔ تاہم اگر مفروضہ کے طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ ہمارے **مصنف** نے دو قاف والی سورتیں اپنے ذہن میں مکمل کیں [اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی ایسا کیا ہے] تو آپ کو تمام قاف گننا پڑے ہوں گے اور پھر اس تعداد کو ۱۹ سے تقسیم کر کے بھی دیکھا ہوگا اور پھر جب وہ ۱۹ کا بالکل صحیح حاصل ضرب ہوئے ہوں گے تو پھر اپنے کاتبوں کو لکھوانے کے لیے تیار ہوئے ہوں گے۔ ایک دفعہ کتابت کروا کر آپ پھر کبھی اُسے واپس نہیں لے سکتے تھے کیونکہ یہی آپ کی عادت مبارکہ تھی۔

آئیے ہم فرض کر لیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ۴۲ کے اپنے **۵۷ ق** پورے کرنے میں (۱۹×۳ = ۵۷) غیر معمولی طور پر کامیاب رہے لیکن جب آپ نے سورۃ ۵۰ کے **ق** گنے تو آپ کی حیرانی کے لیے وہ ۵۸ نکلے اور پھر ۵۸ انیس کا صحیح حاصل ضرب نہیں ہے۔ اب یا تو آپ کو ۱۸ مزید **ق** جمع کرنے کیلئے کچھ نئی آیات کا اضافہ کرنا پڑتا تاکہ وہ انیس سے پورا تقسیم ہو سکتے یا پھر ایک **ق** ساقط کرنا پڑتا۔ یہ آخری بات یقیناً آسان تر ہوتی لیکن کون سا **ق** ساقط کیا جاتا؟

آپ سورۃ کے شروع میں دیے گئے **قٓ** سے شروع کرتے ہیں۔ پہلا ہی **ق** ساقط کر دینا آپ کے لیے دنیا کا آسان ترین کام ہوتا اور آپ کا مسئلہ حل ہو جاتا لیکن نہیں! یہ تو اس پورے نظام کی شاہ کلید ہے جو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ قرآن پاک

کے اِن حروفِ مقطعات کو گِن کر انھیں ۱۹ سے پورا پورا تقسیم کر کے اس **علیم دلبصیر** **ریاضی داں** کے متحیّر کر دینے والے کمال کو دریافت کرنے کیلئے استعمال ہوتا تھا گزشتہ ۱۴ صدیوں میں اگر ۱۱۴ سورتوں میں سے **ایک سورۃ** ہی گُم ہو جاتی تو باقی ماندہ سورتوں کی تعداد ۱۹ کا حاصل ضرب نہ ہوتی۔ نہیں! بلکہ اگر عربی کے مذکورہ ۱۴ حروف میں صرف **ایک حرف** کی کمی بیشی ہو جاتی یا انھیں کسی طرح چھیڑا جاتا تو **پھر بھی** یہ عدیم المثال مربوط حسابی نظام ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ تب دنیا کی دوسری مذہبی کتابوں کی طرح قرآنِ مجید بھی اپنے اوپر **نظرِ ثانی** کی اسند عا کر کے اُن ہی کے زمرے میں شامل ہو جاتا۔ مصنفِ حقیقی نے بجا طور پر اپنا وعدہ پورا کر کے سچ کر دکھایا،

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ — بے شک ہمیں نے ذکر اتارا

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ٥ — اور بیشک ہم ہی اس کے محافظ ہیں

قریباً آدھا قرآنِ مجید یعنی نقشہ نمبر ۱۴ پر دی ہوئی ۲۹ سورتیں [۲] اس پیچیدہ حسابی نظام سے بلا واسطہ متعلق ہیں اور بالواسطہ طور پر پوری کتاب الٰہی اس طرح محفوظ کی گئی ہے۔ آپ قرآنِ مجید میں **۲۶۹۸** بار اللہ (تبارک تعالیٰ) کے اسم کو مدِ نظر رکھیں اوسطاً ہر اڑھائی آیات کے لیے ایک بار اسم "اللہ" آیا ہے اگر "اللہ" (تبارک تعالیٰ) کے نام والی ایک آیت ہی کی کمی بیشی ہو جاتی تو اللہ تعالےٰ کا اپنا حفاظتی نظام ناکارہ ہو جاتا۔

---

۲ مذکورہ ۲۹ سورتوں میں اکثر سورتیں کافی بڑی بڑی ہیں اور یہ قریباً آدھے قرآن پاک کے برابر ہیں۔

باب ہشتم

ریاضیاتی معجزہ

کیا یہ ممکن ہے کہ قرآن پاک کو محفوظ و مامون بنانے کا یہ نہایت ہی پیچیدہ اور مربوط نظم خود بخود - بلا کوشش - اتفاقی یا حادثاتی طور پر رونما ہو گیا ہے ؟ کیا کوئی بے شعور کمپیوٹر پادری بوسورتھ سمتھ کے الفاظ میں

دانائی - سچائی اور اسلوب کی پاکیزگی کا معجزہ[1]

از خود پیدا کر سکتا ہے ؟

قرآنِ مجید کے مصنف نے اپنے طریقے سے ہٹ کر یہ دکھا دیا ہے کہ اس کی کتاب کوئی "خوش بخت اتفاق" (FLUKE) نہیں ہے بلکہ اس کی تخلیق ہوشمند دماغ کی کارفرمائی ہے اس نے اپنے زبردست ہاتھ کو دریافت کر لیے جانے کے لیے غماز نشانات ، نقوشِ ہائے انگشت اور اشارات کے واضح سراغ چھوڑے ہیں۔

اگر کوئی انسانی مصنف قرآنِ حکیم جیسی کتاب کو لکھنے کا مافوق الفطرۃ کام اپنے ذمہ لیتا تو یقیناً اسے ناممکن پر غالب آنے کی کوشش

---

[1] دیکھئے باب چہارم صفحہ ۳۹

ہیں کم از کم کچھ نہ کچھ تامّل ضرور ہوتا۔ اللہ قادرِ مطلق آسانی کے ساتھ اس حقیقی یا ارادۃً "پیدا کیے ہوئے" مسئلہ کو ہمارے علم میں لائے بغیر ہی اپنی بلا کوشش "کوشش" سے حل کر سکتا تھا لیکن وہ اپنے اس شعوری کام کی طرف ہماری توجّہ دلانا چاہتا ہے۔ وہ ہم پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ کسی انسان نے قرآنِ پاک کو لکھا ہوتا اور اگر ہر چیز اس کے ساتھ ٹھیک ٹھاک چلتی تو پھر بھی اس کے پاس ایک ق [1] فالتو آجاتا۔ آپ غور کریں کہ ق والی دو سورتیں لکھنے اور ان میں قاف گننے کے بعد اس کا سابقہ جیسا کہ اب ہم جانتے ہیں ۱۱۴ سے نہیں بلکہ 115 ق سے پڑتا۔ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصنف ہوتے تو ہم آپ کی اس زاید مشکل کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ پہلے آپ کو اپنے دماغ میں ان سورتوں کی ترتیب بنانا پڑتی کیونکہ آپ لکھ اور پڑھ نہیں سکتے تھے۔ ایک بار اپنے دماغ میں "لکھ" کر پھر انھیں زبانی یاد بھی کرنا پڑتا۔ اس بے لکھے ہوئے لفظ کو جسے آپ نے نہ تو کبھی دیکھا ہو اور نہ ہی کسی کو دہراتے سنا ہو، زبانی یاد کرنے کا تصوّر کیجئے۔ جب کبھی بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ مجید کے کسی حصّہ کو لکھوانے کے لیے تیار ہوتے تو اپنے کاتب کو بلا کر لکھوانا شروع کر دیتے جیسے کہ آپ کسی کتاب سے پڑھ کر سنا رہے ہوں۔ (القرآن ۲۹ : ۴۸) معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو پہلے ہی حفظ ہے۔

آیئے ہم ایک لمحے کے لیے کسی متشکک کے ساتھ مل کر فرض کر لیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (؟) نے ہی یہ ناممکن کارِ عظیم

---

[1] یہ بیان باب ہفتم کے آخری پیراگراف سے پہلے کی عبارت سے منسلک ہے

انجام دیا ہے تو پھر یقیناً آپ نے **ق** والی دونوں سورتوں کے قافوں کو جمع کیا ہوگا اور اُن کا مجموعہ ۱۱۵ ہوا ہوگا۔ اور جب ۱۱۵ کو ۱۹ سے تقسیم کیا ہوگا تو ایک باقی بچ گیا ہوگا اس لیے املاء کروانے سے پہلے آپ کو ایک قاف الگ کرنا پڑا ہوگا۔ اب دُنیا کا آسان ترین کام یہی ہوتا کہ آپ سب سے پہلا **ق** حذف کر دیتے لیکن جو وجہ پہلے تحریر کی جا چکی ہے اسی کی بنا پر آپ نے یہ پہلا حرف قائم رکھنا تھا۔ اگلا **ق** اس کے معاً بعد آنے والے الفاظ میں آتا ہے۔

وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ قسم ہے بزرگی والے قرآن کی

آپ کے پاس اِس لفظ

قُرْاٰن

کے الکتاب، الفرقان۔ البرہان۔ الذکر۔ التنزیل جیسے تیس سے زائد مترادفات خود قرآنِ مجید میں ہی موجود تھے اور مصنّف کے اس کارنامے کو سمجھنے سے ہماری عقل قاصر ہی رہتی لیکن وہ (اللہ تعالےٰ) یہ نکتہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ **ق** سے مراد قرآن ہی ہے جیسے ہم اُردو کے قاعدہ میں **ا** سے انار لیتے ہیں۔ مزید براں یہ کہ صحیح اثر ہی مفقود ہو جاتا چونکہ ہمارا مصنّف تو کمال کا ہے اس لیے اُس نے اپنے دماغ میں یہ سوچ جاری رکھی ہوگی کہ وہ کس **ق** کو نکال باہر کرے۔

آیت نمبر ۱۳ کے قریب اُسے **ق** کے سب سے بڑے مجموعہ سے واسطہ پڑتا ہے جو کہ پورے پانچ ہیں اور اُن میں

سے ایک نکال دینا چاہیئے۔ آیئے ہم نقشہ نمبر ۱۹ کا معائنہ کریں اور آیات ۱۲ تا ۱۴ کی تلاوت کریں۔ یہاں صرف چار **ق** ہیں جبکہ وہاں پانچ ہونے چاہیئں۔

تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔

"کیا تمھارے خیال میں قرآن مجید میں تحریف ہو چکی ہے؟

میں کہوں گا "نہیں"

تمھارا اگلا سوال یہ ہو سکتا ہے

"پھر آپ اپنے بیان میں تضاد کی توجیہہ کیا کریں گے؟"

میرا جواب ہے "مصنف اللہ تعالےٰ (یا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لیں) نے ان تین آیات میں پانچ دفعہ **ق** رکھنا چاہا۔ اِن تین آیات کو دیکھیں۔ سراغ آیت نمبر ۱۳ میں ہے دائرے میں لکھے ہوئے لفظ **اِخوانُ لُوطٍ** (لوط علیہ السلام کے بھائی) کو دیکھو اسے **قَومُ لُوطٍ** ہونا چاہیئے۔

قَومُ لُوطٍ کیوں؟

کیونکہ مصنف نے بتکرار حضرت لوط علیہ السلام کے لوگوں کو **قَومُ لُوطٍ** کہا ہے۔ قرآنِ مجید میں مختلف آیات میں ۱۲ دفعہ **قَومُ لُوطٍ** آیا ہے۔ اپنی غیر فطری شہوت کی وجہ سے تباہ کر دیے گئے۔ اِن قابلِ نفرت لوگوں کے بارے میں جو مصنف اپنے بیان میں اتنا غیر لچکدار ہے تیرھویں مرتبہ اِس زیرِ نظر آیت میں **قَومُ لُوطٍ** کہنے کی بجائے **اِخوانُ لُوطٍ** (لوط علیہ السلام کے بھائی) کیوں کہتا ہے؟ مصنف جو لوگوں کے ایک گروہ کو بیان کرنے کے لیے دو آیات میں تمھیں تین مترادفات مہیا کر سکتا ہے بلکہ انھیں بغیر کسی اسم صفت کے

قَوْمُ لُوطٍ   قَوْمُ لُوطٍ

قرآنِ حکیم میں مسلسل ۱۲ مرتبہ بغیر کسی تبدیلی کے آیا ہے
ملاحظہ کیجیے کہ صرف آیت نمبر ۱۳ میں ہی استثنائی صورت ہے

۱۲ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ
۱۳ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ
۱۴ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ
كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ

وَإِخْوَانُ لُوطٍ

قرآنِ مجید ۵۰ : ۱۲-۱۴

نقشہ نمبر ۱۹

www.onlyoneorthree.com

ایک فرد (قوم) ہونے کا تصور دیتا ہے وہی تو ہے جو ناقابلِ تبدیل جملہ **قومِ لوط** پر اصرار کرتا ہے۔

کوئی بھی غور کرنے والا قاری آیت تیرہ کے اس تبدیل شدہ قاعدے پر چونکے بغیر نہ رہ سکے گا۔ کوئی بھی انسانی مصنّف جو مترادفات کے حسنِ استعمال کو جانتا ہو پھر بھی ایک درجن مرتبہ اسی جملے کو دُہراتا آیا ہو فطری طور پر تیرھویں مرتبہ **قوم لوط** دُہرا کر نانبائی[۳] کی طرح اپنی درجن کے ۱۳ عدد پورے کرلیتا اِسی طرح سورۃ **ق** میں کل ۵۸ **ق** ہو جاتے مگر ۵۸ انیس کا حاصلِ ضرب نہیں ہے۔ کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ میں ۱۹ کے ساتھ تمھارا حساب چکتا کروں گا۔

۳۰۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

اُس کے اوپر ہیں انیس

صرف ایک سورۃ اور ہے جس کی ابتدا حروفِ مقطّعات میں سے ایک اکیلے حرف سے ہوتی ہے اور اس کا نام ہے سورۃ **صٓ** جو کہ قرآنِ پاک کی اڑتیسویں سورۃ ہے جس طرح سورۃ ۵۰ اور ۶۸ میں جو علی الترتیب اکیلے حروف **ق** اور **ن** استعمال ہوئے اور اُن کا کبھی ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اِسی طرح سورۃ ۳۸

---

[۳] ایک درجن اشیاء خریدنے پر نانبائی ۱۲ کی بجائے ۱۳ چیزیں حوالے کرتا ہے۔ نانبائی کی درجن ۱۳ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے۔

کا **ص** بھی ص ہی کہا جاتا اور سمجھا جاتا ہے کسی بھی مترجم نے اُن کے معانی لکھنے کی جسارت نہیں کی جب کہ ہمیں آج بھی معلوم ہے کہ اِن الفاظ کی ترجمانی تو کی گئی ہے لیکن خدا کے فضل سے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی اپنی ہی ریاضیاتی سکیم ہے جو کہ اس کے کلام کی تحریف کے خلاف گارنٹی مہیا کرتی ہے۔ یہ نظام سادگی اور سہولت کی اِس انتہا کو پہنچا ہُوا ہے کہ اِس کی پڑتال از حد سہل ہے حتیٰ کہ ایک بچہ بھی اس کو سمجھ سکتا ہے لیکن یہ کیسے ممکن ہُوا ہے کہ ہمارے جدید و قدیم مفسرین اِن آشکار اور ناقابلِ تردید حقائق سے پہلوتہی کر گئے جواب بہت آسان ہے۔ **مناسب وقت نہیں آیا تھا**۔ یہ بے محل تھا

جو دو اور سورتیں **ص** کے اِس مشترک نسب نما میں سورۃ **۳۸** کے ساتھ حصہ بٹاتی ہیں وہ ہیں سورۃ نمبر **۱۷** اور سورۃ نمبر **۱۹** (دیکھئے نقشہ نمبر ۲۰) جہاں ایک سے زیادہ حرف سورتوں کے افتتاحی حروف کے مجموعہ میں آتے ہیں ہمیں اِن کو گن کر معلوم کرنا تھا کہ کیا وہ **۱۹** کا حاصلِ ضرب ہیں؟ لیکن یہاں ہم حرف **ص** کے اِس مشترک نسب نما کا ذکر کریں گے جو اِن تین سورتوں میں آیا ہے۔ یہاں **ص** کی مجموعی تعداد ۱۵۲ ہے جو کہ ۱۹ کا صحیح حاصلِ ضرب ہے (۱۹ × ۸ = ۱۵۲)

یہاں آپ کو بتاتا چلوں کہ ہمارا **مصنّف** صرف ایک اکیلے حرف میں ہی دلچسپی نہیں رکھتا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ سورۃ نمبر **۷** کے شروع میں **۴** حروف اور سورۃ **۱۹** میں **۵** حروف استعمال ہوئے ہیں سورۃ **۳۸** کے ساتھ اِن حروف کا سیٹ اکٹھا کر لیں تو **۴**، **۵**، **۱** = **۱۰** فاتحین کو گھر لا رہا ہے انہیں گنیں یا کمپیوٹرائز کر لیں ہماری حیرانی کی کوئی حد ہی نہیں رہتی۔ کیا یہ حضرت محمدؐ کی دعاؤں کا جواب ہے وہ ہمیشہ اپنے مالکِ حقیقی سے دُعا کرتے رہتے تھے

"اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر، اے اللہ میرے فہم میں اضافہ کر دے
اے اللہ میری حیرت میں اضافہ کر دے۔"

سورۃ نمبر ۷ **المّٓصٓ** میں **ا** ۲۵۷۲ بار **ل** ۱۵۲۳ بار **م** ۱۱۶۵ بار اور **ص** ۹۸ بار آیا ہے جن کا میزان کل ۵۳۵۸ بنتا ہے (۱۹ × ۲۸۲ = ۵۳۵۸)

سورۃ نمبر ۱۹ **کٓھٰیٰعٓصٓ** میں

ص

7	سورة الاعراف مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ١۔ الٓمّٓصٓ ۚ	سورۃ نمبر ۷ سورۃ اعراف شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے الف ۔ لام ۔ میم ۔ صاد
19	سورة مريم مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ١۔ كٓهٰيٰعٓصٓ ۚ	سورۃ نمبر ۱۹ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ۱۔ کاف ۔ ہا ۔ یا ۔ عین ۔ صاد
38	سورة ص مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ١۔ صٓ	سورۃ نمبر ۳۸ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے ۱۔ صاد

سورۃ نمبر	حروف مقطعات	مشترک نسب نما	جتنی بار آیا ہے
7	الٓمّٓصٓ	ص	98
19	كٓهٰيٰعٓصٓ	ص	26
38	صٓ	ص	28

19)152
8

(19 x 8 = 152)

اس کے اوپر ہیں انیس ۷۴ : ۳۰ — عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ 74 : 30

نقشہ نمبر ۲۰

www.OnlyOneOrThree.com

ک ۱۳۷ مرتبہ

ھ ۱۶۸ مرتبہ

ی ۳۴۵ مرتبہ

ع ۱۲۲ مرتبہ اور

ص ۲۶ مرتبہ

آیا ہے کل میزان ۷۹۸ بنتا ہے (۱۹ × ۴۲ = ۷۹۸)
زیرِ تبصرہ "سیٹ" کی پہلی سورۃ (یعنی سورۃ نمبر ۷) میں ہمیں ایک اور سراغ۔ راز افشا کرنے والا نشان یا اشارہ ملتا ہے جس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی قرآنِ مجید کا مصنف ہے۔
آیت نمبر ۶۹ (نقشہ نمبر ۲۱) میں لفظ **"بَصۜطَةً"** کو پڑھیے اگر ہم اس کے ہجے کریں تو ہمیں حروف **ب** **ص** **ط** اور **ت** لکھنا پڑیں گے لیکن **ص** کے اوپر ایک ننھا سا **س** ہمیں بتاتا ہے کہ اگر لفظ میں تو **ص** لکھا ہوا ہے لیکن ہمیں آواز **س** کی نکالنا ہے۔ عربوں کی تعداد اس وقت ۱۰ کروڑ کے قریب ہے اور ان کی بے شمار بولیاں ہیں لیکن اُن کی کسی بھی بولی میں کوئی لفظ "بَصۜطَةً" **س** کے ساتھ نہیں ہے۔ عربی ایک صوتی زبان ہے۔ دُنیا کی اکثر دوسری زبانیں صوتی نہیں ہیں مثلاً انگریزی میں NIFE کو KNIFE اور FILOSOFER کو PHILOSOPHER لکھتے ہیں جبکہ عربی زبان میں ترتیل بالکل اسی طرح کی جاتی ہے جیسے کہ یہ لکھی جاتی ہے یہاں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر "بَصۜطَةً" کے مختلف ہجے کیوں لکھے گئے۔

www.Only1Or3.com

.... وَاذْكُرُوٓا	اور یاد کرو
اِذْ جَعَلَكُمْ	کہ تمھارے رب نے تم کو بنایا
خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ	قوم نوح کے بعد جانشین
وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً	اور تم کو خوب تنومند کیا

قرآن مجید ۷ : ۶۹

ب	ص	ط	ت

بَصْۜطَةً" لکھا ص کے ساتھ جاتا ہے
مگر پڑھا جاتا ہے س کے ساتھ بَسْطَةً

ص کے اوپر لکھے ہوئے چھوٹے س (صۜ) پر غور کیجیے۔

جب آپ س کے ساتھ ادائیگی کرنا چاہتے ہوں تو ص کے ساتھ کیوں لکھیں؟

کیا کاتبانِ وحی نہیں جانتے تھے کہ ہجے کیسے کیے جائیں۔
جواب کے لیے دیکھیے قرآنِ حکیم سورۃ نمبر ۲ آیت ۲۴۷

نقشہ نمبر ۲۱

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آیت ۶۹ لکھوا رہے تھے اور جو تھی لفظ "بَسْطَۃً" آیا۔ آپ نے اپنے کاتب سے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں اِس لفظ کو ص سے لکھ کر "بَصْطَۃً" لکھا جائے۔ اِس لیے صحابہ اکرام نے اِسی طرح لکھا اور ۱۴۰۰ سال سے ایسا ہی لکھا جا رہا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ کے کاتبانِ وحی کو یہ معلوم نہ تھا کہ اِس لفظ کے اصل ہجے کیا ہیں؟ یقیناً وہ جانتے تھے کہ کیسے لکھا جائے نقش نمبر ۲۲ ملاحظہ فرمائیے آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ سورۃ نمبر ۲ کی آیت ۲۴۷ میں یہی لفظ "بَسْطَۃً" س سے لکھا ہُوا ہے۔ اگر وہ اِس مقام پر صحیح ہجے کر سکتے تھے تب سورۃ نمبر ۷ کی آیت ۶۹ میں یہ فرق کیوں ہے؟ تاہم یہ بات بھی دُرست ہے کہ خواہ اِس لفظ کو س سے لکھیں یا ص سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دوسری زبانوں میں بھی بعض اوقات ایسا ہی ہوتا ہے مثلاً انگریزی کا لفظ DOCILE لکھیں یا DOSILE معانی وہی رہتے ہیں CIRCLE اور SIRCLE کے معانی میں بھی کوئی فرق نہیں۔ (توتا اور طوطا بھی اِسی طرح کی مثال ہے) لیکن جبرائیل علیہ السلام نے یہ کیوں بتایا کہ آیت نمبر ۶۹ (سورۃ نمبر ۷) میں ہجے اِس طرح لکھے جائیں۔

قریباً ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک قرآنِ پاک کے نسخے ہاتھ سے لکھے جاتے رہے اور اِس طرح قرآنِ پاک نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا رہا کیونکہ قرآنِ مجید کے نزول کے بعد ایک ہزار سال سے زاید عرصہ تک چھاپے خانے نہیں تھے۔ ہر لکھا پڑھا آدمی ہاتھ سے کتابت کرتے ہوئے جب بھی سورۃ بقرہ کی آیت ۲۴۷ تک پہنچا۔ اُس نے خود بخود "بسطۃ" کے ہجے بغیر کسی تردد کے اِسی طرح کیے کیونکہ زبان "صوتی" تھی

.... قَالَ — (پیغمبر نے) کہا

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْکُمْ — بیشک اللہ نے اس کو تم سے

وَزَادَهٗ بَسْطَةً — زیادہ پسند کیا اور اسے تم پر

فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِؕ — علم اور جسم میں فوقیت دی

بَسْطَةً کے ہجے

ب	س	ط	ت	بَسْطَةً

سے کیے گئے۔ اس لیے وہ (کاتبانِ قرآنِ مجید)
جانتے تھے کہ اسی کے ہجے کس طرح کیے جائیں

بَصْطَةً یا بَسْطَةً جیسے بھی لکھا جائے یعنی اسے ص سے
لکھا جائے یا س سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

لیکن اگر سورۃ نمبر ۷ آیت ۶۹ میں اسے س سے لکھا جاتا تو
ہمارے پاس ۱۵۱ ص ہوتے اور ۱۵۱ انیس کا حاصل ضرب
نہیں ہے۔

اسی کے اوپر ہیں انیس — عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَؕ

نقشہ نمبر ۲۲

لیکن جب وہی کاتب سورۃ نمبر ۷ کی آیت ۶۹ پر آیا ہو گا یقیناً غلط (؟) ہجے پر پریشان ہوا ہو گا۔ شاید اس کے باپ دادا نے کوئی غلطی کھائی ہو گی؟ نہیں وہ ہجے تبدیل کرنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے نے ایسا ہی لکھوایا تھا۔ اس لیے ہجے ایسے ہی رہے۔ لاکھوں کروڑوں قلمی نسخوں میں سے کسی ایک میں بھی "اصلاح شدہ" ہجے نہیں ہیں اگر کسی "مردِ دانا" نے تعدادی حرف کی اصلاح کی آزادی استعمال کی ہوتی تو تین ص والی سورتوں میں ایک ص کی کمی واقع ہو جاتی اور ہمارے پاس ۱۵۱ ص رہ جاتے اور ۱۵۱ انیس کا حاصل ضرب نہیں ہے

مکمل استعجاب کے ساتھ آپ اِس جیسے مصنف کے آگے عبادت میں سرِ تسلیم خم کیوں نہیں کر دیتے جو پوری کائنات میں قادرِ مطلق، علیم و بصیر اور ہر جگہ حاضر و ناظر خدا ہے اور جو ہمیں اپنی پہچان کروانے کے لیے نشانیوں پر نشانیاں دیے چلا جا رہا ہے۔ یقیناً اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ — بے شک ہمیں نے قرآن اُتارا

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ — اور بلاشبہ ہم ہی اِس کے محافظ ہیں

(القرآن ۱۵ : ۹)

قرآنِ مجید کی ہر سورت جس کے شروع میں حروفِ مقطعات آئے ہیں اِسی حیران کن جلال آفرین نمونہ پر مبنی ہیں جتنی مرتبہ یہ حروف اِن سورتوں میں آئے ہیں انھیں گنیں اور ۱۹ پر تقسیم کریں کسی استثناء کے بغیر جواب ۱۹ کا کوئی نہ کوئی پورا حاصلِ ضرب ہی ہو گا۔ یہ انتہائی پیچیدہ حسابی نظام ایجاد کرنے کا وقت اور قابلیت کس کے پاس تھی؟ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تو یہ امکان بالکل نہیں جو تاریخِ انسانی کے مصروف ترین انسان تھے۔ اگر مغربی فلسفہ زدہ

منکرین اب بھی ہمیں یہ منوانا چاہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور کہیں بیت میں کوئی کمپیوٹر چھپا رکھا تھا جس پر آپ نے اس حسابی نظام کی بنیاد پر اپنے قرآن مجید کی پروگرامنگ کر رکھی تھی۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اس "کمپیوٹری نظریے" کو فی الفور مان لوں گا بہ نسبت اس کے کہ ہر لحاظ سے ایک گوشت پوست کے انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قفلی بنت (INTERLOCKING) والے پیچیدہ حسابی نظام کا اپنی "بصیرت" کو تحریف سے بچانے کے لیے بندوبست کر لیا تھا۔

اس مقالے میں میں نے اس غیر معمولی دریافت کے تودۂ برف ICEBERG [ص] کو صرف ہلکا سا چھوا ہے۔ جو اصحاب اس موضوع کی گہرائی میں اترنا چاہیں میں بخوشی اُن سے سفارش کروں گا کہ وہ ڈاکٹر راشد خلیفہ پی ایچ ڈی کے کتابچہ اور ٹیپ [ص] سے استفادہ کریں۔ میں خود بھی ڈاکٹر صاحب مذکور کا از حد ممنونِ احسان ہوں کہ انھوں نے اس موضوع پر میری آنکھیں کھول دیں۔ اللہ تعالےٰ اُسے اسلام کی بے لوث خدمت کرنے کے لیے عمرِ نوح عطا فرمائے۔ آمین

ص واضح رہے کہ تودۂ برف (ICEBERG) کا ۹/۱۰ حصہ پانی میں ڈوبا رہتا ہے اور صرف ۱/۱۰ حصہ پانی کے باہر رہتا ہے۔ مصنف کا مطلب ہے کہ اس کی یہ دریافت قرآن پاک کے اعجاز کا عشر عشیر بھی نہیں۔ (مترجم)

ص مذکورہ ٹیپ "ISLAMIC TAPE LIBRARY" 318 SAYANI CENTRE 165 GREY STREET, DURBAN SOUTH AFRICA. سے مل سکتی ہے مرتب کی دو ٹیپوں پر مشتمل گفتگو جس کا عنوان WHAT THE BIBLE SAYS ABCUT MUHAMMAD? ہے بھی مذکورہ پتہ سے مل سکتی ہے۔ اردو۔ انگریزی اور عربی زبان میں ٹیپوں کی کیٹلاگ مفت طلب کریں

الٓمٓ

سورة نمبر		M م	L ل	A ا
2	البقرہ	2195	3204	4592
3	العمران	1251	1885	2578
7	اعراف	1165	1523	2572
13	رعد	260	479	625
29	عنکبوت	347	554	784
30	روم	318	396	545
31	لقمان	177	298	348
32	سجدہ	158	154	268
		5871	8493	12312 ا
				8493 ل
				5871 م
			19 x 1404 =	26676

۳۰- عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ

اُس کے اوپر ہیں اُنیس

(القرآن ۷۴: ۳۰)

(نقشہ نمبر ۲۳)

www.Only1Or3.com

حسابی معجزے کا ذکر ختم کرنے سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ میں مقطعات پر اپنا آخری نقشہ آپ کے سامنے پیش کردں (دیکھئے نقشہ نمبر ۲۳) جو سورتوں کے الٓـمٓ کے مرکبات کے بارے میں ہے ۔ الفاظ کی انفرادی گنتی ۔ برقی ساحروں " کمپیوٹرل " پر چھوڑ دیجئے ۔ آپ صرف کاغذ کے ایک ورق پر جدول میں دی ہوئی معلومات کو دیکھ کر محض میزان کو چیک کرلیں فوری طور پر آپ اس فوق البشری کام کی عظیم قطرت کو محسوس کرلیں گے جسے غلط طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے ۔

اِن آٹھ سورتوں کے **ا** ، **ل** اور **م** کی بوکھلا دینے والی تعداد **۲۶,۶۷۶** ہے ۔ یہ فرض کرنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال تک اس حیرت افزا تعداد کو اپنے ذہن میں ہی تقسیم کیا اور آپ صرف اس وقت مطمئن ہوئے جب جواب ۱۴۰۴ x ۱۹ = ۲۶,۶۷۶ ہوگیا اور یہ بات عقل ویقین سے بھی بعید تر ہے ۔ لیکن مزید چونکا دینے والی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس غیر معمولی عظیم حسابی قابلیتوں کا ذکر کسی سے بھی نہ کیا حتیٰ کہ اپنے جگری دوست اور ساتھی ابوبکر صدیق رضؓ اور اپنی پیاری رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو بھی اپنی ان قابلیتوں سے بے بہرہ رکھا ۔ مزید یہ کہ اس دارِ فانی سے کُوچ کرنے تک بھی آپ نے اِسے اپنی ساکھ میں اضافہ کرنے کا باعث نہ بنایا ۔ اِس چکرا دینے والی خاموشی کا آپ کے پاس کیا جواز ہے ؟

باب نہم

پیش گوئی اور اُس کا رُو بعمل آنا

عقل کی حدود سے ماورا اِن تمام حقائق کی بنا پر ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ صرف کوئی اکیلا انسان تو رہا ایک طرف۔ پوری نسلِ انسانی بھی اپنے تمام کمپیوٹروں اور کیلکولیٹروں سمیت اِس مقدس کتاب۔ حسابی معجزے بلکہ تخلیق کے اِس آخری اور عظیم معجزے قرآن حکیم کا مثنیٰ نہیں لا سکتی۔ اگر اب بھی اِس کے خدائی تصنیف ہونے کے بارے میں آپ کے ذہن میں کوئی شک کا جالا چھایا ہوا ہے تو کیوں نہ آپ اپنے کمپیوٹر سے دریافت کریں!

قرآن مجید کو پہلے ہی کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے حوالہ کے لیے ڈاکٹر راشد خلیفہ کی کتاب THE PERPETUAL MIRACLE OF MUHAMMAD کا مطالعہ کیجئے (تفصیل حاشیہ نمبر ا باب ششم میں ملاحظہ فرمائیں) جب گزشتہ صفحات میں دیے گئے اتفاقات کی کمپیوٹر میں پروگرامنگ کی گئی پھر اِس عظیم برقی ساحر سے پوچھا گیا۔

"عدد ۱۹ کی قفل بندی (INTERLOCKING.) کی بنیاد کے طرز پر مبنی ایک کتاب کو محض "اتفاق" سے کامیابی سے لکھے جانے کے کیا امکانات ہیں؟"

کمپیوٹر کا جواب ہے:

"اس طرح کے نادر واقعہ کا اِمکان ۶۲۶ سپٹیلین میں ایک ہے"

تاکہ آپ اس محیر العقول امکان کو آسانی کے ساتھ تصور کر سکیں - میں یہ بات ہندسوں میں لکھتا ہوں - اتفاق کی بنیاد پر یہ

۶۲۶,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰

میں ۱ ہو سکتا ہے (علی الرغم اتفاق !) [1]

اسی حسابی بنیاد پر پے بہ پے نئے حقائق منکشف ہو رہے ہیں اور اسی کی بنیاد پر لکھی جانے والی کتاب کے امکانات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں درج بالا عدد (۶۲۶ سپٹیلین) کی مقدار نیچریوں [2] کے دیے ہوئے سلسلہ ہائے "اتفاقات" یا "حادثاتی امکانات" سے بے حد و بے شمار زیادہ ہے جن کو وہ اس کرۂ ارض پر زندگی کے شروع ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں - اُن کے مطابق

---

[1] یوں سمجھ لیں کہ اگر اس وقت پوری دنیا کی آبادی کو پانچ ارب مان لیا جائے اور ہر بچہ بوڑھا اور جوان سو دو سو کھرب نہیں بلکہ **بارہ لاکھ بادن ہزار کھرب** کتابیں لکھے (بالفاظ دیگر پانچ ارب انسانوں میں سے ہر ایک کی عمر ایک کروڑ سال فرض کر لی جائے اور وہ تمام انسان ساری عمر میں اور کوئی کام نہ کریں اور قرآنِ پاک جتنی ۳۹۷ کتابیں ہر سیکنڈ میں لکھیں تب بھی یہ عدد پورا نہیں ہوتا) تو ان میں سے ایک کتاب کا "اتفاقاً" امکان ہو سکتا ہے کہ اس میں اسی بنیاد پر تفصیل بنتی نظام قائم ہو سکے یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ کتاب اس نظام کی حامل ہو گی بلکہ صرف امکان ہے۔ (مترجم)

[2] وہ اشخاص جو یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری کائنات اور اس کرۂ ارض پر زندگی خود بخود وجود میں آ گئی ہے اور یہ سب کچھ محض اتفاقات سے ہوا ہے (مترجم)

ہمارے اِس کرۂ ارض پر زندگی کے شروع ہوتے اور پھر قائم رہنے کے لیے چند شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ زمین کو اپنے محور پر ۲۳½ ڈگری کے زاویہ پر جھکا ہونا چاہیئے۔
۲۔ زمین کی محوری گردش مناسب رفتار سے ہونا چاہیئے۔
۳۔ سورج سے زمین کا فاصلہ موجودہ فاصلے سے کم و بیش نہیں ہونا چاہیئے۔
۴۔ چاند کا زمین سے فاصلہ بھی موجودہ فاصلہ کے برابر ہونا چاہیئے۔
۵۔ ہوا میں مختلف گیسوں کا تناسب بالکل اِسی مقدار میں ہونا چاہیئے۔

وغیرہ وغیرہ

زمین پر زندگی کے موجود ہونے کے اِس وقت جتنے لازمی امکانات پائے جاتے ہیں اتفاقات کی رُو سے اُن کے ہونے کا اِمکان ایک ارب میں ایک ہے لیکن قرآنِ مجید کے معجزہ کا صرف ایک پہلو اِن احتمالات کو سیٹیلیٹس تک پہنچا دیتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ کی اِس حیرت انگیز کتاب کے اور بھی بے شمار پہلو دریافت کرنا ہیں۔

ہم مسلمانوں کے لیے یہ جدید ترین قرآنی دریافت کیا مطلب رکھتی ہے؟ آج دُنیا میں ہماری تعداد ایک ارب کے قریب ہے لیکن اصل میں ہماری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ واقعتاً ہم ایک تیسرے درجے کی قوم بن کر رہ گئے ہیں۔ اگر ہم اپنے تمام تیل کی بے پناہ آمدنی کو مثبت طور پر استعمال کر کے بھی اُمتِ مُسلمہ کی تعمیرِ نَو کرنا چاہیں تو بھی ہم دنیوی ترقی میں روس، چین یا امریکہ کے ہم پلّہ نہیں ہو سکتے۔ ہر وہ قدم جو ہم سائنس ٹیکنالوجی نیوکلیئر فزکس اور خلائی تحقیق میں اُٹھائیں گے مذکورہ بالا ترقی یافتہ "جن" ہم سے دس قدم آگے ہوں گے۔ ہم کبھی بھی دُنیوی ترقی میں اُن کے برابر نہیں آ سکتے۔

"لیکن مایوس ہونا بھی شیوۂ مسلمانی نہیں ہے"

"ہاں یہ بھی درست ہے لیکن ہمیں حقیقت پسند ہونا چاہیئے۔"

لیکن اللہ جل شانہ نے اپنی بے عیب کتاب میں ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے "دین" کو اور تمام "ادیان" (طریق ہائے زندگی۔ مذاہب) پر غالب فرمائے گا۔

وَهُوَ الَّذِیٓ — وہی ہے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی — جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

وَدِیْنِ الْحَقِّ — اور سچے دین کے ساتھ

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ — تاکہ وہ اُسے ہر دین پر غالب فرمائے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ع — خواہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

(القرآن ۹:۶۱)

یہی وعدہ سورۃ ۴۸ آیت ۲۸ میں ذرا مختلف طریقہ سے دُہرایا گیا ہے۔

وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ اور اللہ بطور گواہ کافی ہے (کہ وہ تمھیں ہی غالب فرمائے)

ان پیش گوئیوں کے مصداق ہم کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ دُنیا میں ہمارا کردار مسخروں والا بنا ہوا ہے اور جبکہ ہم اپنے وسائل اور توانائیوں کو یوں بے دردی سے بیکار کاموں میں ضائع کر رہے ہیں تو ہم اس زمین پر دہریوں۔ لا ادریوں عیسائیوں۔ اشتراکیوں اور دوسروں کو اپنی بات (دین) کیسے باور کرا سکتے

ہیں تاہم اِس تمام قابلِ افسوس حالت اور پستی کے باوجود

ہم ہی کامران ہوں گے

یہ معجزہ بھی وہی دکھائے گا جس کے ہاتھ میں تمام طاقتیں ہیں۔

وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ اللہ کا وعدہ سچا ہے (القرآن الحکیم ۴:۲۲)

انسانی تاریخ میں بار بار دکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کیسے اپنے منصوبوں کو روبعمل لایا۔ مورخین عربوں کے اچانک عروج کے بارے میں کوئی واضح دلیل لانے میں ناکام رہے ہیں۔ عرب اسلام کے توسط سے گمنامی کے پردے سے نکل کر عظمت کے مینار پر فائز ہوئے۔ تھامس کارلائل اپنے ناقابلِ تقلید عام انداز سے اِس پس منظر کو یوں بیان کرتا ہے۔

"A poor shepherd people, roaming unnoticed in its deserts since the creation of the world:" (NOBODY HAD GIVEN THEM A SECOND LOOK — ALEXANDER THE GREAT PASSED THEM BY, THE PERSIANS PASSED THEM BY, THE ROMANS PASSED THEM BY — THIS HUMAN RUBBISH — AN ABSOLUTE LIABILITY TO ANY WOULD-BE CONQUEROR) "A Hero-Prophet was sent down to them with a word they could believe: see, the unnoticed becomes world-notable, the small has grown world-great; within one century afterwards, Arabia is at Granada on this hand, at Delhi on that; — glancing in valour and splendour and the light of genius, Arabia shines through long ages over a great section of the world . . . These Arabs, the man Mohomet, and that one century, — is it not as if a spark had fallen, one spark on a world of what seemed black unnoticeable sand; but lo! the sand proves explosive powder, blazes heaven-high from Delhi to Granada!"

"غریب چرواہوں کی قوم جو ازل ہی سے صحراؤں میں گوشۂ گمنامی میں سرگرداں تھی کسی نے بھی اُن پر دوبارہ نظر ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ سکندرِ اعظم۔ اہلِ فارس اور اہلِ روما نے انھیں نظر انداز کر دیا تھا یہ انسانی کچرا ہر ممکن فاتح کے لیے ایک مکمل بوجھ ثابت ہوتا۔ ان میں ایک ہیرو پیغمبر کو ایک پیغام کے ساتھ مبعوث کیا گیا جس پر وہ ایمان لا سکیں۔

دیکھو "بے نام"، دُنیا میں "نام آور" اور "چھوٹے" دُنیا میں سب سے بڑے" بن گئے۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ تو دوسری طرف دہلی تک وسیع ہو گیا جس سے بہادری، شان و شوکت اور دانائی کی کرنیں پھوٹتی تھیں دُنیا کے ایک بڑے حصّے پر طویل زمانے تک عرب کی شان و شوکت برقرار رہی۔

یہی عرب تھے۔ ایک شخص (حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک صدی۔

کیا ایسا دکھائی نہیں دیتا کہ ایک شعلہ تھا جو لپکا تھا؟ ایک شعلہ اُس دنیا پہ جو تاریک گمنام صحرا دکھائی دیتی تھی۔ دیکھو۔ دیکھو، ریت بارودی سفوف ثابت ہوتی ہے۔ جس کے شعلے دہلی تا غرناطہ آسمان تک لپکتے ہیں۔"

یہ ایک ہمدرد نقّاد کے الفاظ ہیں۔ ان کا موازنہ ایک یہودی کے زہر آلود الفاظ سے کیجیے جو ادبیات کی تاریخ لکھتے ہوئے اپنے سامی چچیروں پر طنز کرتے ہوئے تاریخ سے واقعات کھود نکالتا ہے۔

"ساربان اور چرواہے قیصرِ روم کے تخت پر بیٹھے تھے"

اُس نے نفرت میں کتنی گہری سچائی بیان کی ہے۔ سب سامی النسل لوگوں میں سے صرف عرب ہی یورپ میں بادشاہوں کے طور پر پہنچے جب کہ فونیشیائی تاجروں کی صورت میں اور یہودی بھگوڑوں یا غلاموں کی صورت میں یورپ پہنچے۔

یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ ماضی میں کر چکا ہے، اِسی طرح وہ آسانی سے دوبارہ بھی کر سکتا ہے۔ منگولوں کو دیکھیں اسلام نے کس طرح اسلامی سلطنت کے فاتحین کو فتح کیا؟ شروع کے تحت ظالمانہ حملوں کے بعد وہ رضاکارانہ طور پر اسلام کے غلام بن گئے جو صدیوں تک اس کے محافظ اور حامی رہے ہے

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
اقبال

تاریخ ربِ رحیم کے طاقتور ہاتھ کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن سے اُس نے قوموں کو ذلت و پستی کی عمیق گہرائیوں سے اُٹھا کر آنِ واحد میں شان و شوکت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اسی کے طاقت ور ہاتھوں سے ناممکن کو ممکن بنتا دیکھیے۔ اگر اسی کا "دین" (اس کی مشیت ہے) آج کی سپر طاقتوں کے ہاتھوں میں ہو تو وہ (اللہ تعالےٰ) اُن (سپر طاقتوں) کے ایٹمی ہتھیاروں۔ خلائی راکٹوں۔ عظیم اشاعتی اداروں، انتظامی صلاحیتوں اور اُن کے تمام مادی وسائل کے ساتھ اُن کے ہاتھوں اپنے منصوبے کو نافذ کروا دے تو یہ بات عجوبہ نہیں ہوگی لیکن اگر وہ دُنیا کے ہماشما پس ماندہ اور ہر ایک کی ٹھوکروں سے عاجز لوگوں سے دُنیا کے طاقتور اور خودسر لوگوں کو شکست دِلوا دے تو یہ یقیناً ایک معجزہ ہوگا۔

دُنیا کی کافر قوموں سے جہاد کرنا ہمارا استحقاق اور خدا کی طرف سے

ودیعت کیا گیا ایک فرض ہے صرف توپوں اور گولہ بارود ہی سے نہیں بلکہ یہ جہاد ذہنی ہتھیاروں سے بھی ہے دانش و بینش کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بالا دست رکھا ہے۔ اس نے ہمیں ایک طرزِ زیست عطا کیا ہے اور ہمیں کسی بات پر بھی معذرت خواہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس انسانیت کی ہر مشکل کا حل اسلام میں موجود ہے۔ پہلے منکرِ حق سے عقلی طور پر منوا لیجئے اور باقی سب کچھ اسی طرح ہونا یقینی ہے جیسے رات کے بعد طلوعِ فجر۔ ان متشکک لوگوں پر یہ ثابت کر دیجئے کہ قرآنِ مجید اللہ تعالےٰ کا سچا کلام ہے اس کی معجزانہ تخلیق کی شہادت دیجئے جسے صرف ہمہ مقتدر اور ہمہ بیں ہستی ہی تخلیق کر سکتی ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم نہ ماننے والے کو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں دلیل کے ساتھ اسلام کی طرف دعوت دیں۔ آیئے ہم انسانیت کے دلوں اور دماغوں کو فتح کرنے کے لیے نکل پڑیں۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ اپنے رب کے راستے کی طرف بلایئے حکمت کے ساتھ

(قرآنِ حکیم ۱۶ : ۱۲۵)

اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کے ذہنی پس منظر اور تجربات کے مطابق بات کریں۔ اب ہم کمپیوٹر کے عہد میں رہ رہے ہیں۔ اس طلسمی حیوان کے بغیر ہماری قوم کی تمام تر ترقی دھری کی دھری رہ جائے گی۔ اس آقائیت شعار غلام[۲] کے بغیر ہماری ہوائی کمپنیاں، ہمارے بنک، ہمارے ٹیلیفون مجبورِ محض بن کر رہ جائیں گے۔ اگر صرف ایک دن کے لیے امریکہ

---

[۲] آقا بن جانے والا غلام

کے ٹیلیفونی نظام کا رابطہ کمپیوٹروں سے توڑ دیا جائے تو وہاں ۱۸ سے ۴۵ سال تک عمر کی ہر عورت کو صرف اس ایک خدمت پر (بطور ٹیلیفون اوپریٹر) لگانا پڑ جائے گا اور پھر اب وہاں دستی طور پر کام کرنے والے آلے بھی تو نہیں ہیں۔

ہر شخص خواہ اس نے کمپیوٹر دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اس مشین کے جادو اور حیرت انگیزی کے بارے میں ضرور باخبر ہے اور اس کی زندگی اس سے متاثر ہے۔ مزید حیران کن بات یہ ہے کہ بیشک آپ پہلے سے قائم کردہ کوئی سا نظریہ بھی کیوں نہ رکھتے ہوں اور خواہ یہ کسی عیسائی کی ملکیت میں ہو یا کسی کمیونسٹ کی، جواب ہمیشہ صحیح دیتا ہے۔

آپ کمپیوٹر سے پوچھیں

ایک جمع ایک جمع ایک کیا ہو گا؟

اس کا ہمیشہ بے خطا جواب ہو گا "تین"

اگر آپ کسی رومن کیتھولک عیسائی کی ملک کمپیوٹر سے پوچھیں

باپ خدا، بیٹا خدا اور روح القدس خدا، کتنے خدا ہوئے؟

یہ شرمائے بغیر فوراً جواب دے گا "تین"۔ یہ اپنے "ایک" سننے کے متمنی مالک کے لیے کوئی احساس یا ہمدردی نہیں رکھتا۔

دنیا کی تعلیم یافتہ اقوام سے ان کی باآسانی سمجھ میں آنے والی زبان میں بات کیجئے۔ ان سے مکمل / صحیح سائنس۔ ریاضی کی زبان میں بات کریں انہیں قرآنِ مجید کا قفل بنتی والا حسابی عجوبہ دکھائیں جس کے ساتھ اس کے مصنف اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب کو تمام انسانی تحریفات سے محفوظ فرما دیا ہے اور مصنف کے چیلنج کے ساتھ اسے دعوت مبارزت دیں

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝
(القرآن ۱۷ : ۸۸)

فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن اکٹھے ہو کر بھی اس جیسا قرآن لانے کی کوشش کریں تو ہرگز نہ لا سکیں گے خواہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بھی کیوں نہ ہوں۔

قرآنِ پاک کی نئی دریافتوں کی مدد سے ہم درج ذیل پانچ اثرات پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

۱۔ ان سے معاندینِ اسلام کے قلوب میں بڑی سراسیمگی پیدا ہو جائے گی

۲۔ ان سے اسلام کے بارے میں اچھی رائے رکھنے والے جولز میسرین اور میکائیل ایچ ہارٹ جیسے مخلص یہودی اور عیسائی لوگوں کو یہ منوانے میں مدد ملے گی کہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کا ماخذ اللہ رب العزت ہے اور یہ کہ قرآنِ مجید اللہ تعالےٰ کا معتبر کلام ہے جو کہ مکمل طور پر محفوظ ہے۔

۳۔ یہ نئی دریافتیں ان مسلمانوں نے ایمان میں اضافہ کر کے اُسے مضبوط بنائیں گی جو کہ پہلے ہی اُسے خدائی کلام مانتے ہیں۔

۴۔ یہ عام مسلمانوں اور مخلص اہلِ کتاب کے اذہان میں تمام تملبث شکوک (LINGERING DOUBTS) کو رفع کر دیں گی۔

۵۔ آخری بات یہ ہے کہ یہ اُن تمام متعصب منکرین اور منافقین

کو بے نقاب کر دیں گی جن کا بدترین ٹھکانہ جہنم ہے جسے اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جو اُس کی رہنمائی کو جان بوجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔

اس کتابچہ کو ختم کرتے ہوئے میں اللہ رب العزت سے عاجزانہ طور پر دعا گو ہوں کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بہترین رحمتوں کی ابدی بارش برسائے اور مسلمانوں کے اندر داعیہ پیدا فرمائے کہ وہ اُس کی اس رحمت و اکرام کے قابل بن سکیں جس سے اس نے ان سب کو نوازا ہے جو شکر گزاری سے اس کی بندگی کرتے ہیں ..... آمین

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ اور اللہ جلد ہی شکر گزاروں کو جزا دیگا۔

عربی حروفِ تہجی کی عددی قیمت

ا ۱	ب ۲	ج ۳	د ۴	ھ ۵	و ۶
ز ۷	ح ۸	ط ۹	ی ۱۰	ک ۲۰	ل ۳۰
م ۴۰	ن ۵۰	س ۶۰	ع ۷۰	ف ۸۰	ص ۹۰
ق ۱۰۰	ر ۲۰۰	ش ۳۰۰	ت ۴۰۰	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰
ذ ۷۰۰	ض ۸۰۰	ط ۹۰۰	غ ۱۰۰۰		

(بحوالہ ۲۸)

www.Only1OrThree.com

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب	اعجازِ قرآن
مترجم	احمد حسین
تعداد	۱۰۰۰
کتابت	ابو عرفان
قیمت	26 00 روپے صرف
اشاعت	ستمبر ۱۹۸۸ء
مطبع	

www.OnlyOneOrThree.com

ON
.com

اپریل ۱۹۶۸ء

اشاعت

مطبع

○ قرآن حکیم اپنی وضع، اپنے اسلوب، اپنے اندازِ بیان، اپنے طریقِ خطاب، اپنے طریقِ استدلال، غرضیکہ اپنی ہر بات میں ہمارے وضعی اور صناعی طریقوں کا پابند نہیں اور نہ اُسے پابند ہونا چاہیے، وہ اپنی ہر بات میں اپنا ایک ہی فطری طریقہ رکھتا ہے (ابوالکلام آزاد)

○ قرآنِ حکیم ایک نہایت درجہ مرتب و منتظم کتاب ہے۔ اس لئے اسی نسبت سے دشوار بھی ہے۔ اِسے جو آسان فرمایا گیا ہے، وہ صرف موعظہ اور عبرت پذیری کے اعتبار سے ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی

○ کوئی شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، بہر حال اگر وہ اس کتاب کو سمجھنا چاہتا ہے تو پہلا کام اُسے یہ کرنا چاہیے کہ اپنے ذہن کو پہلے سے قائم کیے ہوئے تصورات اور نظریات سے اور موافقانہ و مخالفانہ اغراض سے جس حد تک ممکن ہو خالی کر ... اور سمجھنے کا خالص مقصد لے کر کھلے دل سے اس کو پڑھنا شروع ...

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)

○ فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمہ فیض کیا پھوٹا کہ اس سے علوم و فنون کے دریا بہہ نکلے جنہوں نے جزیرۂ عرب کے پیاسے ریگزاروں کو سیراب کیا اور انہیں حکمت و دانش کی جلوہ گاہ بنا دیا۔ اس ایک کتاب مجید نے جہاں پہلے علوم کو حیاتِ نو بخشی، وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کی تشکیل کا سامان فراہم کر دیا۔ (پیر محمد کرم شاہ الازہری)